جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ ترمذی

لَا جَمَاعَۃَ اِلَّا بِاِمَارَۃٍ دارمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بانی: محدث العصر محقق دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

جلد 57 شمارہ 5 جمعۃ المبارک ربیع الاول 1434ھ 18 تا 24 جنوری 13

فون: 042-37656730 فیکس: 042-37659847

سستی شہرت کے لیے مبلغین مفتی بن بیٹھے ہیں: مفتی اعظم سعودی عرب

ریاض (این این آئی) سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز آل شیخ نے مختلف مسلم مبلغین کی جانب سے فتاویٰ کے اجراء کے رجحان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ یہ احباب ایسا میڈیا کی توجہ حاصل کرنے کے لیے کر رہے ہیں، انہوں نے خبردار کیا اس طرح ہرایرے غیرے کی جانب سے غیر منظم انداز میں فتاویٰ کے اجرا سے غلط اور غیر مصدقہ باتوں کی تشہیر کا امکان رہتا ہے جبکہ غلط ادراک کی بنیاد پر شرعی حکم نہیں لگایا جا سکتا دریں اثناء سعودی مبلغ علی المالکی کا کہنا تھا کہ بعض ٹی وی چینلز پروگراموں میں ان لوگوں کو بھی بلا لیتے ہیں جو شریعت کے ماہر نہیں ہوتے۔

[روزنامہ نوائے وقت لاہور 15 جنوری 2013]

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس WWW.jaamia.com

اللہ کی توحید کی گواہی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: (بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، گواہی دینا یہ کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ [صحیح بخاری]

اسلام کی بنیاد اور اساس پانچ چیزوں پر ہے جن میں سے پہلی چیز توحید ورسالت کی گواہی دینا اور زبان سے اقرار کرنا ہے۔ اللہ نے خود بھی اپنی توحید کی گواہی دی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ. [آل عمران: ۱۷]

اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اسکے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔ اللہ عزوجل کی توحید کی گواہی اور اس کے ساتھ غیر اللہ (اللہ کے شرکاء) تمام کا انکار کرنا اصل میں ایمان کی اساس ہے۔ فرمان رب العالمین ہے: فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا. جس نے طاغوت کا کفر کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا اس نے مضبوط کڑا تھام لیا جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا [البقرہ: ۲۵۶] یہ گواہی اس قدر اہمیت رکھتی ہے کہ برائیوں کے بڑے بڑے رجسٹر اس کے مقابلے میں ہلکے پڑ جائیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے ایک آدمی کو اللہ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے الگ کرے گا۔ اس شخص کے ننانوے رجسٹر اس کے سامنے رکھ دیئے جائیں گے ان میں سے ہر رجسٹر تا حد نگاہ مدینہ تا بصرہ کی مسافت کے برابر طویل ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا کیا تو اپنے ان گناہوں سے انکار کرتا ہے؟ کہیں میرے فرشتوں نے تجھ پر ظلم تو نہیں کیا؟ بندہ عرض کرے گا یارب نہیں! اللہ ارشاد فرمائے گا: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ بندہ عرض کرے گا یارب کوئی عذر نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا ٹھہرو ہمارے پاس تمہاری ایک نیکی ہے آج تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائے گا چنانچہ ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں 'اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ' لکھا ہوگا۔

اللہ فرمائے گا اپنے اعمال کے وزن کے لئے چلا جا۔ بندہ عرض کرے گا، اے میرے رب! ان ننانوے رجسٹروں کے مقابلے میں اس کاغذ کے ٹکڑے سے کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تجھ پر ظلم نہیں ہو سکتا۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے بعد اس کے سارے (گناہوں کے) رجسٹر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور وہ کاغذ کا ایک ٹکڑا دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا ننانوے رجسٹر گناہوں کے ہلکے ہو جائیں گے اور وہ کاغذ کا ٹکڑا بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے نام سے بھاری واقعی کوئی چیز نہیں۔ [جامع ترمذی ابواب الایمان باب فیمن یموت وھو یشھد ان لا الہ الا اللہ حدیث: ۲۶۳۹]

توحید کی گواہی کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ زبان سے صرف یہ اقرار کرلیا جائے اور باقی وہ تمام معاملات جو اللہ تعالیٰ سے متعلق ہیں انہیں کسی اور سے وابستہ کردیا جائے مثلاً داتا، گنج بخش، مدد کے لائق، غریب نواز، حاجت روا، غوث، دستگیر تمام امور میں صرف اللہ ہی کو مختار سمجھا جائے اور ان صفات کے لائق اللہ رب العزت ہے اگر یہ صفات اللہ کے غیروں میں مانی جائیں اور انہیں ان میں سے کسی ایک صفت سے متصف کردیا جائے تو یہ توحید کی گواہی کے بالکل منافی ہے ایسا شخص شرک کی گہری دلدل میں گر گیا اللہ تعالیٰ ہمیں توحید کا سچا اقرار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆............☆............☆

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 57 ☆ شمارہ 5
6 ربیع الاول ☆ 1434ھ
18 جنوری ☆ 2013ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس : 7659847

ادارہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

قادری صاحب کی قلابازیاں

آج کے اداریئے کے لیے بیشمار اہم موضوعات پیش نظر تھے، ایک معتدل مزاج سیاستدان جناب قاضی حسین احمد صاحب کا سانحہ ارتحال جنھوں نے اپنی ساری عمر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے سعئی جمیلہ میں گزاری، ہمیشہ دینی جماعتوں کے اتحاد کا پرچم بلند کیئے رکھا، متحدہ مجلس عمل جو بوجوہ کالعدم ہو چکی تھی تو اب اس کو ازسرنو بحال کرنے والے تھے۔ ملی یکجہتی کونسل کو ازسرنو فعال کیا ہمہ وقت اتحاد امت اور اسلامی اقدار کے احیاء کے لیے کوشاں اپنی جزا لینے کے لیے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ اس سے قبل پروفیسر غفور احمد داغ مفارقت دے گئے ان کی خدمات دینی اقدار کے احیاء کے لیے ہمیشہ یادرکھی جائیں گی۔ 1973ء کے آئین تحریک ختم نبوت اور قومی اتحاد کے مذاکراتی ٹیم کے حوالے سے پروفیسر صاحب کا نام ہمیشہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا، راقم کو ان کے ساتھ جلسوں میں شمولیت اور رفاقیت سفر سے ان کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا، جماعت اسلامی کے دو اکابرین کے بارے میں لکھنا چاہتا تھا، ادھر بلاول زرداری بھٹو جنہوں نے اپنی ماں کی برسی سے باقاعدہ سیاست کا آغاز کیا اور ماں کے مشن کے دعوے کے ساتھ ساتھ عدلیہ پر باپ کی طرح گرج برس کر ماں اور باپ دونوں کے صحیح وارث ہونے کا ثبوت دیا، آج کا اداریہ ان کے نام کرنے کو بھی جی چاہتا تھا ادھر الطاف بھائی نے اعلان کر دیا کہ وہ دو تین روز میں ایک ڈرون حملہ کرنا چاہتے ہیں یہ موضوع بھی بہت اہمیت کا حامل تھا کہ اس بارہ میں تحریر کروں کہ ایم، کیو، ایم حملے تو پہلے بھی بہت کر رہی ہے، بھتہ خوری، قتل وغارت، چوری، ڈکیتی رہزنی، غنڈہ گردی میں ہی نام نہیں کمایا بلکہ کراچی میں عقوبت خانے قائم کر کے اپنے مخالفین کو جن اذیت ناک مراحل سے گزارا اس نے نازی جرمنی کو بھی شرما دیا، اب نامعلوم کیسا خوفناک ڈرون حملہ کرنا چاہتے ہیں کیا وہ وطن واپس آنے کا اعلان کرنے والے ہیں؟؟ انہیں برطانوی پولیس عمران فاروق قتل کیس میں برطانیہ سے باہر نہیں جانے دے گی، موصوف فرار کا منصوبہ پہلے بھی بنا کر نکلنے والے تھے کہ پولیس نے انہیں ایئرپورٹ سے واپس ان کے پرتعیش قید خانے میں واپس کر دیا، آج کے اداریئے کے لیے ایسے ہی بے شمار موضوعات تھے لیکن ہر محفل کا موضوع سخن جناب طاہر القادری صاحب کی قلابازیاں تقاضا کر رہی ہیں کہ انہیں تمام موضوعات پر فوقیت دی کہ تیرا اداریہ ان کی نذر ہو رہا ہے اور جیسے عرفان صدیقی نے ان کو موضوع سخن بنانے سے اجتناب کی خواہش رکھتے ہوئے ان پر ہی لکھنے کے لیے مجبور ہو کر یہ دہائی دی تھی۔

ع روز کہتا ہوں نہ گھر جاؤں گا اس کے لیکن — روز اس کوچے میں اک کام نکل آتا ہے

قادری صاحب کو بھی نت نئے الہام کی طرح پاکستان میں وارد ہونے کے بعد ایک نئی قلابازی یاد آجاتی ہے اور اپنے لایعنی الہامات کی طرح ایک بیان داغ کر دوسرے بیان میں اس کی

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم
مینجر : حافظ عبدالظاہر عاذب
0300-8001913
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0300-4184081

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ النساء 6
عقیدہ توحید 8
شاہ اربل کا تحفہ 14
جشن میلاد کی حقیقت کیا ہے؟ 17
مروجہ عید میلاد النبی ﷺ 20

زرتعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 400 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

بالکل نفی کردیتے ہیں۔ 23 دسمبر کے خطاب میں جناب نے فرمایا کہ انتخابی اصلاحات کے لیے اسمبلی کو تحلیل کرنے کے نوے دن کو طول دیا جاسکتا ہے اور یہ کہ ان کی تجویز کردہ اصلاحات کے لیے نگران حکومت اور الیکشن کمیشن کو کھلا ٹائم دیا جائے لیکن بعد میں قلابازی لگائی کہ میں الیکشن ملتوی نہیں کرانا چاہتا، یہ کام نوے دن کے اندر ہی ہونا چاہیے ادھر آپ نے اپنے اس طویل پروگرام کے لیے جس کے لیے آپ کو نوے دن بھی ناکافی نظر آتے تھے، دس جنوری تک محدود کرکے حکمرانوں سے کہا کہ میرے احکامات پر دس جنوری تک عملدرآمد ہونا چاہیے ورنہ میں 14 جنوری کو چالیس لاکھ کا انبوہ کثیر لے کر اسلام آباد آؤں گا، اگلا حکم نامہ یہ تھا کہ میرے ساتھ آنے والا جم غفیر عوامی پارلیمنٹ ہوگی جو کہ اپنا الیکشن کمیشن اور ملک کے لیے عدلیہ اور فوج کو بھی نگران سیٹ اپ میں شامل کیا جائے، پھر خود ہی فرمایا کہ عدلیہ اور فوج کو نگران حکومت سے علیحدہ رکھا جائے، اب ان کے اعلانات سے یہ واضح نہیں ہوپایا کہ نگران حکومت موجودہ حکمران مقرر کریں گے یا جناب طاہر القادری کا مجمع قبل ازیں آپ آنے والی اسمبلی کے لیے اپنی شرائط ضروری گردانتے تھے لیکن اب وہ الیکشن کمیشن کو قوت کی گولیاں دے کر یہ ذمہ داری ان پر ڈال رہے ہیں، پہلے بیان دیا کہ فوج حکومت کے تابع رہے، وہ سیاست میں دخل نہ دے بلکہ حکمرانوں کی اطاعت کرے، اب فوج کو حکم دے رہے ہیں کہ میرا لانگ مارچ روکنے کے لیے حکمرانوں کا حکم نہ مانیں، نہ معلوم قادری صاحب کا اصل مؤقف کیا ہے؟

قبل ازیں قادری صاحب نگران حکومت کے لیے شرط لگا رہے تھے کہ وہ ماہرین پر مشتمل ہو اور ان کی قیادت کسی ایسے ماہر کے ہاتھ میں ہو جو رکن اسمبلی نہ ہو، یقیناً ایسے ماہر سے مراد ان کی اپنی ذات ہی ہوسکتی تھی کیونکہ ہائی کورٹ کے فیصلے مطابق جناب مکار، دغاباز، کذاب، موقع پرست، محسن کش اور اسی قسم کی کئی ڈگریوں کے حامل ہیں۔ نیز دوہری شہریت کی بنا پر سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق کسی اسمبلی کے رکن حتیٰ کہ یونین کونسل کی کونسلرشپ کے بھی اہل نہیں ہیں لیکن اب وہ نگران حکومت کی قیادت کو قبول نہ کرتے اور مجمع عام کو مصر کے تحریر چوک بنانے کا اعلان فرما رہے ہیں، ایک طرف وہ اعلان فرما رہے ہیں کہ میری کشش میں عوام خود اپنے خرچ پر اسلام آباد روانہ ہوں گے، دوسری طرف لاہور میں ہزاروں بسیں، ویگنیں کرائے پر حاصل کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ ادھر الطاف بھائی نے کراچی شہر سے اپنے کارکنوں کو حکم دیا ہے کہ قادری صاحب کے مجمع کے لیے خشک پھل اور خوراک کا وافر انتظام کیا جائے، ظاہر ہے اسکے لیے دوکانداروں، مل مالکان اور دیگر تجارتی اداروں سے بھتے کی ماہانہ رقم کے علاوہ خصوصی وصولی کی جائے گی جو ان کا ذریعہ آمدن ہے، قادری صاحب جیسے مسلسل قلابازیاں کھا رہے ہیں کہ ایک بیان دے دیا اور اگلے بیان میں اس کی خودنفی کردی اس لیے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ قادری صاحب اعلان فرمادیں کہ اسلام آباد کا دورہ منسوخ کیا جاتا ہے اور یہ ممکن بھی ہے کیونکہ سردی کی شدت میں اضافہ ہوگیا ہے اور انہیں عوام کی صحت کا بہت خیال رہتا ہے اس لیے کسی بھی وقت یہ قلابازی بھی کھائی جاسکتی ہے۔ قادری صاحب سے اس امر کی تفتیش ضرور ہونی چاہیے کہ 23 دسمبر کے جلسے کے اخراجات کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے بیان کئے جاتے ہیں اور اب بقول ان کے چالیس لاکھ افراد اسلام آباد فتح کریں گے اور جب تک قادری صاحب کے تمام احکامات پر حکومت عملدرآمد نہیں کرتی یہ جم غفیر اسلام آباد میں ڈیرے لگائے رکھے گا، اتنے آدمیوں کو اسلام آباد لے جانا ان کے خورد ونوش کا انتظام ان کے قیام کا انصرام اربوں روپے کا متقاضی ہے یہ رقم قادری صاحب کہاں سے ادا کریں گے؟ الطاف بھائی اتنا کچھ تو نہیں دے سکتے جبکہ موصوف خود بھی اتفاق مسجد سے نکالے ہوئے امام مسجد ہیں، اتنی دولت تو انکے پاس نہیں ہوسکتی، جب سے قادری صاحب کی تہلکہ خیز آمد ہوئی ہے تمام محب وطن سیاستدان، صحافی، کالم نگار تواتر کے ساتھ لکھ رہے ہیں کہ یہ شخص ملک دشمن طاقتوں کا آلہ کار بن کر وطن عزیز میں افراتفری، خلفشار پیدا کرنے کے لیے آیا ہے اور وہ کن کن طریقوں سے یہ فریضہ انجام دے گا یہ ابھی صیغہ راز میں ہے، آج ہی کے اخبارات میں پیپلز پارٹی کے ہائی لیول اجلاس میں اس ملک دشمن کے بارے میں اقدامات کرنے پر غور وخوض ہوا تو اکثریت نے رائے دی کہ اس کو جیل میں ڈالنے سے اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا اس کے غبارے میں سے خود بخود ہوا نکلنی چاہیے۔ ادھر وطن پارٹی کے سربراہ بیرسٹر ظفر اللہ نے ہائیکورٹ میں رٹ دائر کی ہے کہ اس غدار وطن کو فی الفور ملک بدر کیا جائے۔ بریلوی مکتبہ فکر کی نمائندہ جماعت نے اس سے اظہار لاتعلقی کیا ہے، اب ایک بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ملک دشمن، عوام دشمن، اسلام دشمن مشرف کی تمام باقیات الصالحات اس کے گرد جمع ہوچکی ہیں، موصوف خود بھی اسی کے دسترخوانوں کے خوشہ چین تھے، ایم کیو ایم ق لیگ مکمل طور پر اس کے لانگ مارچ میں اس کے ہمراہ ہیں، البتہ امید ہے کہ عمران خان بھی کسی اوپر کے اشارے سے ہمرکاب ہوجائیں گے، جن طاقتوں نے مشرف کو قوم پر مسلط کیا تھا، وہی قوتیں اب زرداری کے بعد کسی نئے جال میں قوم کو پھنسانے کے چکر میں ہیں ایسے میں میاں نواز شریف کو بہت محتاط ہونے کی ضرورت ہے، حکمران بھی ہوش کے ناخن لیں، اب اداروں سے ٹکرانے اور لوٹ کھسوٹ کا وقت گزر چکا ہے، جلدی نگران حکومت کا فیصلہ کرکے الیکشن کی تاریخ کا اعلان کریں تاکہ قوم ذہنی خلفشار سے باہر نکلے ورنہ ایسے طالع آزما قوم کو مخمصے کا شکار بنائے رکھیں گے، قوم ذہنی طور پر آئندہ الیکشن کے لیے پرعزم ہے، حکمرانوں کی ذرا سی غلطی بھی جمہوریت کو پٹڑی سے اتار سکتی ہے اور پھر نامعلوم کب تک قوم آزادی کے لیے بھٹکتی رہے گی، پاکستان کی عمر کا نصف سے زائد عرصہ آمریت کے پنجہ استبداد میں گزا ہے، موجودہ حکمرانوں کو پہلے قوم ووٹ کے ذریعے باہر کرے ویسے اندر کی بات یہ ہے کہ حکمران خود بھی بھاگنے کے چکر میں ہیں۔ حکمرانو تم نے پہلے ہی بہت جرائم کئے ہیں اب قادریوں کے آلہ کار نہ بن جانا۔

☆............☆............☆

الاستفتاء

حافظ عبدالغفار روپڑی

نامرد خاوند اور خلع

سوال: میں حلفا بیان کرتی ہوں کہ میرا خاوند مدثر اقبال میڈیکلی طور پر شادی کے قابل نہ تھا لیکن اس کے والدین نے دھوکے سے شادی کردی، میں جب اس کی زوجیت میں اس کے گھر گئی تو معلوم ہوا کہ وہ تو شادی کے قابل ہی نہیں، اس کے بعد عرصہ چار سال تک میں اسی انتظار میں رہی کہ وہ اپنا علاج معالجہ کروائے تاکہ میں اپنا گھر آباد کرسکوں لیکن عرصہ چار سال گزارنے کے باوجود وہ اس قابل نہ ہوا کہ وہ مجھے اپنے گھر آباد کرسکے۔ اس لیے میں اس کے گھر رہنا نہیں چاہتی اور وہ مجھے طلاق بھی نہیں دیتا۔ ایسی صورتحال کے پیش نظر قرآن وحدیث کی روشنی میں میری رہنمائی فرمائیں تاکہ میں کسی دوسری جگہ شادی کرسکوں۔ (سائلہ: سمیرا ولد صداقت علی)

الجواب بعون الوہاب:

بشرط صحت سوال اگر خاوند نامرد ہو اور حقوق زوجیت ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو عورت کو جدائی کا حق حاصل ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے: عن ابن عباس ان امرأة ثابت ابن قیس اتت النبی ﷺ فقالت یارسول اللہ ﷺ ثابت بن قیس ما اعتب علیہ فی خلق ولا دین ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللہ ﷺ اقبل الحدیقة وطلقها تطلیقة.

ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی میرے خاوند کے دین اور خلق میں کوئی عیب نہیں، لیکن مجھے ان کی شکل پسند نہیں، اس بنا پر میں ان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، آپ ﷺ نے اس کو فرمایا کیا جو باغ تیرے خاوند نے تجھے بطور حق مہر دیا ہے، اس کو واپس کردے گی، اس نے حق مہر کی واپسی کی رضامندی کا اظہار کیا، تو آپ ﷺ نے اس کے خاوند کو حکم دیا کہ حق مہر واپس لے کر اس کو آزاد کردے۔

[مشکوة باب الخلع والطلاق ص ۲۸۳]

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے: عن عمر انہ قضی فی العنین ان یؤجل سنة اخرجہ عبد الرزاق والدار قطنی ومحمد بن الحسن فی الکتاب الاثار وفی روایة فلما مضی الاجل خیرها فاختارت نفسها ففرق بینهما ونحوہ اخرجہ ابن ابی شیبة عنہ وعبدالرزاق عن علی وابن ابی شیبة وعبدالرزاق والدارقطنی عن ابن مسعود. [عمدة الرعایة حاشیہ شرح وقایہ 3]

حضرت عمرؓ نے نامرد کی بابت یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کو ایک سال کی مہلت دی جائے (تاکہ تسلی سے وہ اپنا علاج معالجہ کرلے) اس کو عبدالرزاق اور دارقطنی نے روایت کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد محمد بن حسن نے بھی اس کو کتاب الآثار میں روایت کیا ہے، جب سال گزر گیا تو حضرت عمرؓ نے عورت کو اختیار دیا کہ "مرضی ہو خاوند کے پاس رہ مرضی ہو نہ رہ" عورت نے رہنا منظور نہیں کیا تو حضرت عمرؓ نے جدائی کرادی، اس طرح حضرت عمرؓ سے ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور عبدالرزاق نے حضرت علیؓ سے نیز ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور دارقطنی نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

اسی طرح بلوغ المرام اور اسکی شرح سبل السلام میں حضرت عمرؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کا یہی فیصلہ ذکر کیا گیا ہے کہ نامرد کو ایک سال کی مہلت دی جائے لیکن سال کی مہلت کی ضرورت اس وقت ہے جب پہلے کوشش سے اس نے اپنا علاج نہ کروایا ہو، اگر کوشش سے اپنا علاج پہلے کرا چکا ہے اور صحت یاب نہیں ہوا تو اس وقت سال کی مہلت فضول ہے بلکہ اسی وقت عورت کو فسخ کا اختیار ہے لیکن صورت سوال میں تو چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس لیے یہاں خاوند کو مزید مہلت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

صورت مسؤلہ میں یہ عورت بذریعہ عدالت یا پنچایت اپنے خاوند سے خلع حاصل کرے، عدالت یا پنچایت اس کے خاوند کو طلاق دینے کا حکم دے گی، اگر وہ انکاری ہو تو پھر عدالت یا پنچایت فسخ نکاح کی ڈگری جاری کرے گی، ڈگری جاری ہونے کے بعد یہ عورت ایک حیض عدت گزارے پھر با اجازت ولی جہاں چاہے نکاح کرلے، شریعت کی طرف سے اس پر کوئی طعن وتاوان نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کو اپنے خاوند کی شکل وصورت پسند نہ آنے کی بناء پر خلع لینے کی اجازت دے دی تھی حالانکہ اس کے خاوند میں مذکورہ بالا عیب نہیں تھا۔

☆..........☆..........☆

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 59) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا وَعْدَاللّٰہِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا o لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتٰبِ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءً ا یُّجْزَبِہٖ وَلَایَجِدْلَہٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا o وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَکَرٍاَوْاُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًاo

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے عنقریب ہم انہیں ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں (وہ) ہمیشہ ان میں رہنے والے ہیں اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ بات میں کون سچا ہے؟ (۱۲۲) (کامیابی) نہ تمہاری آرزوؤں پر موقوف ہے اور نہ ہی اہل کتاب کی آرزوؤں پر، جو بھی کوئی برائی کرے گا تو اسے اس کی جزا (سزا) دی جائیگی اور وہ اپنے لیے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست پائے گا اور نہ ہی کوئی مددگار (۱۲۳) اور جو شخص نیک کاموں میں سے کوئی کام کرے، مرد ہو یا عورت تو یہ لوگ جنت میں داخل ہونگے اور کھجور کی گٹھلی کے نقطے کے برابر بھی ان پر ظلم نہ کیا جائیگا (۱۲۴)

مشکل الفاظ کے معانی:

قِیْلًا: بات اَصْدَقُ: زیادہ سچا سُوْٓءً ا: برا

نَقِیْرًا: کھجور کی گٹھلی کا سوراخ جو پشت پر ہوتا ہے۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے برے لوگوں اور ان کے اعمال کا تذکرہ کرتے ہوئے انکے انجام کی وضاحت فرمائی ہے اور ان آیات کریمہ میں حالت ایمان میں اعمال صالحہ پر کاربند رہنے والوں کی تعریف فرماتے ہوئے انہیں اچھے انجام کی خوشخبری دی اور ان کے اعمال پر ان کو پورا پورا اجر دینے کی نوید سنائی ہے۔

التوضیح:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا وَعْدَاللّٰہِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًاo اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لیے اپنی دو خاص نعمتوں کا ذکر بڑے اہتمام سے فرمایا ہے (۱) وہ ایسے باغات میں رہیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (۲) وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے ان نعمتوں سے انہیں کبھی بھی محروم نہ کیا جائے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، اس کائنات میں اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کسی کی بات سچی نہیں ہوسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ جو بھی وعدہ فرماتے ہیں وہ اس کی خلاف ورزی کبھی بھی نہیں کرتے۔

نوٹ:

مزید تفصیل کے لیے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 25 کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

پھر فرمایا: لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتٰبِ اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے انعامات سے نوازا تھا کہ جو صرف انہی کے حصے میں آئے لیکن وہ کثرت انعامات کی بنا پر خوش فہمیوں میں مبتلا ہوتے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی بعض خوش فہمیوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی فرمایا ہے۔

اہل کتاب کی خوش فہمیاں:

اہل کتاب اپنے متعلق یہ گمان رکھتے تھے کہ جہنم میں ہم چند دن رہنے کے بعد خلاصی پا جائیں گے، جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح کیا گیا ہے وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًامَّعْدُوْدَۃً (اہل کتاب کہتے ہیں کہ) جہنم کی آگ ہمیں چند دن ہی چھوئے گی۔ [البقرہ:80]

اہل کتاب کی دوسری خوش فہمی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًااَوْنَصٰرٰی

(اہل کتاب کہتے ہیں کہ) جنت میں یہود اور نصاریٰ کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔[البقرہ:111]

اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ بعض اہل ایمان بھی اس قسم کی خوش فہمیوں میں مبتلا ہو جائیں گے اور اس کے علم کے مطابق ایسا ہی ہوا، بعض لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب نبی کی امت ہیں اس لیے وہ اپنے محبوب نبی کی امت کو آگ میں نہیں جلائے گا، بعض لوگ تو اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ جس پیر کے ہاتھ پر میں نے بیعت کی ہے اسی کا دامن تھامے رکھنے میں ہی ان کی نجات و کامیابی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی تمام تر خوش فہمیوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ: لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ نہ تمہاری (اہل ایمان کی) آرزوئیں اور نہ ہی (اہل کتاب) کی آرزوئیں کام آئیں گی بلکہ وہاں تو اللہ تعالیٰ اعمال کی بنا پر ہی جزا اور سزا دیں گے اور یہ خوش فہمیاں انسان کو سزا سے نہیں بچا سکیں گی۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا o "جس نے برا عمل کیا اسے اس کی سزا ملے گی" نازل ہوئی تو مسلمان بہت پریشان ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَارِبُوْا وَسَدِّدُوْا فَفِيْ كُلِّ مَا يُصَابُ بِهِ الْمُسْلِمُ كَفَّارَةٌ حَتَّى النَّكْبَةِ يُنْكَبُهَا أَوِ الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا. میانہ روی اور استقامت اختیار کرو، مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ اسکے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی ٹھوکر لگتی ہے یا کانٹا چبھتا ہے تو وہ بھی گناہوں کا کفارہ ہی ہوتا ہے۔

[مسلم كتاب البر والصلة باب ثواب المؤمن ج8جزء16 ص111رقم الحديث:2574]

انسان کے برے اور اچھے اعمال کی سزا اور جزا اسے عنداللہ ملے گی، بارگاہ الٰہی میں کوئی بھی اس کو برے اعمال کی سزا سے نہیں بچا سکتا اور یہ ضروری نہیں کہ مؤمن کو اس کے ہر برے عمل کی سزا آخرت میں ہی ملے بلکہ دنیا میں اس کو آنے والی پریشانیاں اور مصائب اس کے گناہوں کا ہی کفارہ بنتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کو دنیا میں مصیبت کی صورت میں جو اس کے جسم میں پہنچے اور جو اس کے لیے تکلیف دہ ہو بہت سے برے اعمال کی سزا اسے اس طرح مل جاتی ہے۔[مسند ابویعلی 8/253 مسند امام احمد بن حنبل الموسوعة الحديثية ج40ص431رقم الحديث:24368]

اس سے ثابت ہوا کہ مسلمان کو دنیا میں ہی ان کے بعض گناہوں کی سزا مل جاتی ہے اور دنیاوی مصائب اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں

پھر فرمایا: وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا o

جو شخص نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل کریں گے یہاں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو قبولیت اعمال کے لیے اساسی شرط قرار دیا ہے کیونکہ ایمان کے بغیر اعمال صالحہ کو بھی شرف قبولیت حاصل نہیں ہوتا، ویسے تو مشرکین مکہ بیت اللہ کی خدمت، حجاج کو کھانا کھلاتے، مہمان نوازی کرتے، یہ انکے ایسے اعمال تھے جو بظاہر بہت بڑے اور بے مثال تھے لیکن ایمان کے بغیر ان کے یہ اعمال عنداللہ انہیں کوئی فائدہ نہ دے سکے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کے ساتھ ایمان کی شرط لگا کر اہل ایمان کے لیے دخول جنت کی خوشخبری دی ہے اور ایسے لوگوں کو فرمایا کہ انہیں ان کے اعمال کا اجر دیا جائے گا اور ان پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا تا کہ لوگ سمجھ جائیں کہ قیامت کے دن عنداللہ نسب نامے کام نہ آئیں گے بلکہ ایمان (عقائد صحیحہ) اور اعمال صالحہ ہی کام آئیں گے اور انہی کو اللہ تعالیٰ نے دخول جنت کا سبب قرار دیا ہے۔

<u>اخذ شدہ مسائل:</u>

(۱) اللہ تعالیٰ نے دخول جنت کے لیے ایمان اور اعمال صالحہ کو اساسی شرط قرار دیا ہے۔

(۲) اہل ایمان کا دخول جنت اور اس کی نعمتیں ابدی ہوں گی۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق اور سچا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بات سے بڑھ کر زیادہ سچی بات کسی کی نہیں ہو سکتی۔

(۴) انسان کو خوش فہمیوں میں مبتلا ہو کر اپنی اخروی عمارت تعمیر نہیں کرنی چاہیے۔

(۵) اہل کتاب خوش فہمیوں میں مبتلا ہو کر راہ حق سے دور ہوتے چلے گئے۔

(۶) مرد و زن میں سے جو بھی اعمال صالحہ کریگا اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کی جزا آخرت میں ضرور دیں گے۔

(۷) اہل ایمان کو دنیاوی زندگی میں پہنچنے والی تکلیفیں ان کے بعض گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

☆.........☆.........☆

عقیدہ توحید

حافظ عبدالوہاب روپڑی

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے بعد اس کی ہدایت کے لیے مختلف اوقات میں مختلف قسم کی رہنمائی فرمائی اور تمام انبیا علیہم السلام اور ان کی تعلیمات بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہیں۔ جن لوگوں نے اس رہنمائی کو کما حقہ قبول کیا انہوں نے دنیا میں بھی کامیاب زندگی گزاری اور اخروی کامیابی بھی ان کا مقدر بنی اور وہ قرب الٰہی کے مستحق ٹھہرے۔ اس دنیا میں تمام الہامی مذاہب جہاں لوگوں کی جسمانی حفاظت کرتے رہے وہاں ہر مذہب ان کی روحانی معاملات میں بھی مکمل رہنمائی فرماتا ہے، خاص کر دین اسلام نے تمام مذاہب میں مشترک اقدار کو قائم رکھتے ہوئے انسانیت کو انکی طرف دعوت دی، ان مشترک اقدار میں ایک عقیدہ توحید ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ O آپ کہہ دیجیے اے اہل کتاب ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ ہی اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب بنائیں پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو آپ فرما دیں کہ ہم تو مسلمان ہیں۔ [آل عمران:۶۴]

عقیدہ توحید ایک بنیادی چیز ہے جو انسان کو اس کے اصل مقام سے روشناس کروا کر اسے اس کے اصل مقام تک پہنچا دیتی ہے، عقیدہ توحید سے تہی دامن اختیار کرنے والا بدنصیب اپنا اصل مقام کھو کر حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ یہ لوگ جانوروں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ [الاعراف:۱۷۹]

توحید کی تعریف: اللہ سبحانہ وتعالیٰ وحدہ لاشریک کو عبادت کے لیے یکتا اور اکیلا سمجھنا توحید کہلاتا ہے۔

توحید کی اقسام: توحید کی تین اقسام ہیں۔

۱۔توحید ربوبیت ۲۔توحید اسماء وصفت ۳۔توحید الوہیت

توحید ربوبیت: توحید ربوبیت کا تمام مشرک بھی اقرار کرتے تھے لیکن اس کا اقرار ان کی نجات کا ذریعہ نہ بنا۔ توحید اسماء والصفات کا بعض مشرکوں نے جہالت یا اپنی عداوت کی بنا پر انکار کیا، توحید ربوبیت کے ساتھ توحید اسماء والصفات کا اقرار بھی ان کی نجات کا ذریعہ نہ بنا۔ اس کی وجہ مشرکین کا توحید الوہیت سے انکار کرنا تھا۔

توحید الوہیت: تمام قسم کی عبادات کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی ورضامندی کے لیے خاص طور پر بجالانا توحید الوہیت کہلاتا ہے۔ مثلاً...... مدد مانگنا، دعا کرنا، رکوع وسجدہ کرنا، توکل وبھروسہ کرنا، امید رکھنا، ذبح کرنا، نذرونیاز ماننا، قسم اٹھانا، سب سے بڑھ کر محبت کرنا، ڈرنا وغیرہ، توحید کی اس قسم کا ہر مشرک انکاری تھا اور ہر دور میں انکاری رہا ہے۔

توحید الوہیت اور دعوت انبیا علیہم السلام:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین جناب محمد ﷺ کی دعوت وتبلیغ کا بنیادی نقطہ یہی تھا کہ عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہی خاص ہے کیونکہ وہی معبود حقیقی ہے۔ بقیہ تمام لوگوں کے خود ساختہ معبود باطل اور جھوٹے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ O" "کہ آپ سے قبل جتنے بھی رسول ہم نے بھیجے ان سب کی طرف یہی وحی کی گئی تھی کہ معبود حقیقی صرف میں ہی (اللہ) ہوں لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو۔" [الانبیاء:۲۵]

ہر نبیؑ نے اپنی قوم کو یہی دعوت دی "مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ" اللہ کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہ السلام کی دعوت کا بنیادی نقطہ بھی یہ تھا کہ: "اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ" "بلاشبہ میرا اور تمہارا پروردگار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہٰذا تم سب اس کی عبادت کرو اور یہی سیدھا راستہ ہے۔" [سورۃ: مریم]

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں سب سے زیادہ توحید باری تعالیٰ کا مختلف انداز میں اثبات اور شرک کی پرزور تردید کی گئی ہے، کیونکہ اس وقت مشرکین نے رب، عبادت اور الٰہ کے معنی میں غلطی کھائی جس کی بنا پر وہ شرک کے عمیق گڑھے میں جا گرے، اسی طرح دور حاضر میں بعض کلمہ گو مسلمان بھی غلط فہمیوں کا شکار اور لفظ رب، الٰہ اور عبادت کے معنی میں غلطی کھا کر شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں، اس بات میں کہ جس میں کسی کو شبہ نہیں ہر دور میں قوم کے اخلاقی اقدار اور عقائد کی تباہی کا سب سے بڑا سبب شرک

رہا ہے یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت کے وقت لوگوں کو یہی بات فرمائی تھی۔ "یَاأَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ تَمْلِکُوْا الْعَرَبَ وَالْعَجَمَ۔" "لوگو تم توحید کو قبول کرلو عرب وعجم کے مالک ہوجاؤ گے۔"

شرک ایک ایسی مہلک بیماری ہے جو انسان کو ہر طرح سے تباہ کردیتی ہے اور انسان اپنے اصل مقام کو بھی بھول جاتا ہے۔ کتاب وسنت کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شرک دوطرح کا ہے۔

(1) شرک اکبر (2) شرک اصغر

شرک اکبر: توحید الوہیت، ربوبیت اور توحید اسماء والصفات میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو شریک کرنا، شرک اکبر کہلاتا ہے۔

شرک اصغر: ریاکاری، دنیاوی محبت وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے شرک کی دونوں اقسام پر متنبہ کرتے ہوئے ان سے بچنے کا حکم دیا اور انہیں ہی امت کی تباہی کا سبب قرار دیتے ہوئے امت مسلمہ کا ان میں واقع ہوجانے کا اندیشہ ظاہر کیا۔

شرک اکبر اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان: "لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِکِیْنَ وَحَتّٰی تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِیْ اَلْاَوْثَانَ" "جب میری امت کے بعض قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے اور بعض قبائل بتوں کی عبادت کرنے لگیں گے تب قیامت قائم ہوگی۔ [سنن ابی داود کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلها ص ۷۵۹ رقم الحدیث: ۴۲۵۲ الموسوعه الحدیثیه مسند امام احمد ج ۳۷ ص ۷۷۹ رقم الحدیث: ۲۲۳۹۵ ابن ماجه کتاب الفتن باب مایکون من الفتن ۳۹۵۲ مسندابی داود مسند طیالسی رقم الحدیث: ۹۹۱]

عن ابی واقد اللیثیؓ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَمَّا خَرَجَ اِلٰی حُنَیْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِکِیْنَ یُقَالُ لَهَا: ذَاتُ اَنْوَاطٍ یُعَلِّقُوْنَ عَلَیْهَا اَسْلِحَتَهُمْ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَجْعَل لَنَاذَاتَ اَنْوَاطٍ کَمَا لَهُمْ ذَاتُ اَنْوَاطٍ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ هٰذَا کَمَاقَالَ قَوْمُ مُوْسٰی: اِجْعَل لَنَا اِلٰهًا کَمَالَهُمْ اٰلِهَةٌ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَرْکَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ. حضرت ابوواقد اللیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف نکلے آپ کا گزر مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے ہوا جسے ذات نواط کہا جاتا تھا (جس پر برکت حاصل کرنے کے لیے مشرکین اپنی تلواروں کو لٹکاتے اور اس کا طواف کرتے) اس پر مشرک اپنا اسلحہ لٹکاتے تھے تو پھر کچھ لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ جس طرح ان مشرکین کا ذات انواط ہے اس طرح ہمارے لیے بھی ذات انواط بنا دیجیے، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ جیسی موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہی تھی اے موسیٰ اس قوم کے الہ کی طرح ہمارا بھی الہ بنادے۔ [الاعراف: ۱۳۸]

قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور بضرور اپنے سے پہلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے۔ [سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء لترکبن سنن من کان قبلکم، حز ۶، ص ۵۶۸، رقم الحدیث: ۲۱۸۰]

حضرت معاویہ بن حیدۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لایقبل الله من مشرک اشرک بعد مااسلم عملا حتی یفارق المشرکین الی المسلمین." "اللہ تعالیٰ کسی ایسے مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں کرتے کہ جس نے اسلام لانے بعد شرک کیا حتیٰ کہ وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمان ہوجائے۔" [ابن ماجه کتاب الحدود باب المرتدعن دینه ص ۴۳۲، رقم الحدیث: ۲۵۳۶...... الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد بن حنبل ج ۳۳ ص ۲۴۷ رقم الحدیث: ۲۰۰۵۳]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ضرور بضرور اپنے سے پہلی امتوں کی پیروی کرو گے (پہلی امتوں جیسے اعمال کرو گے) جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت اور ہاتھ دوسرے ہاتھ کے برابر ہوتا ہے اسی طرح کہ تم ان کی پیروی میں برابری کرو گے حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی نے سانڈے کی بل میں داخل ہونے کی کوشش کی تو تم بھی ایسے ہی کوشش کرو گے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کی کیا یہود ونصاریٰ کی پیروی کی جائے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اور کس کی؟ [صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة بقول النبی ﷺ ج ۶، ص ۲۶۶۹، رقم الحدیث: ۶۸۸۹]

یہ تمام روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ امت محمدیہ کے بعض افراد شرک اکبر میں مبتلا ہوں گے جیسے کہ مذکورہ بالا حدیث میں آپ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ تم یہود ونصاریٰ جیسے عمل کرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے اعمال کی وضاحت کرتے ہوئے ان کا ایک عمل شرک اکبر (غیر اللہ کی عبادت کرنا بتلایا ہے)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ’’اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ.‘‘ (النساء:۵۱) کیا آپ نے اہل کتاب کو نہیں دیکھا کہ وہ بت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ یہود جہاں بتوں کی پوجا کرتے وہاں طاغوت کی بھی عبادت کیا کرتے تھے کیونکہ جبت (بت، کاہن جادوگر وغیرہ کو کہا جاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر وہ چیز جس کی عبادت کی جائے طاغوت کہلاتی ہے۔

قرآن مجید میں ہے: ’’اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ.‘‘ جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ مخلوط نہیں کیا انہی کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔[الانعام:۸۲]

ایمان صحابہ ؓ:

جب یہ آیت نازل ہوئی صحابہ کرام ؓ پریشان ہوئے اور انہوں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے ظلم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ’’اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ.‘‘ یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔[لقمان:۱۳][صحیح بخاری كتاب الايمان باب ظلم دون ظلم ج ۱، ص ۲۱، رقم الحديث ۳۲:]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلم عظیم قرار دیا ہے اس آیت مبارکہ سے یہ بات سورج کی روشنی کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ایمان لانے کے بعد بھی انسان شرک اکبر میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید کے دوسرے مقام پر اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے ’’وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ.‘‘ لوگوں کی اکثریت اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے باوجود بھی مشرک ہے۔[یوسف:۱۰۶]

ان آیات سے یہ چیز بھی واضح ہوتی ہے کہ جب تک شرک اکبر سے نہ بچا جائے تو محض ایمان باللہ کا دعویٰ بے کار ہے محض کلمہ پڑھ لینے سے اپنے آپکو ایمان والا سمجھنا خوش فہمی سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ کلمہ پڑھنے کا فائدہ صرف اسی وقت ہو گا کہ جب انسان شرک اکبر سے محفوظ رہے۔

بعض احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے شرک اکبر کی نفی بھی کی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَتَنَافَسُوْا فِيْهَا.‘‘ ’’مجھے تم سے اپنے بعد شرک کا خدشہ نہیں بلکہ مجھے خدشہ ہے کہ تم دنیا کی محبت میں نہ ڈوب جاؤ‘‘[صحيح مسلم كتاب الفضائل باب اثبات حوض نبينا ﷺ ج۸، ص۴۸، رقم ۲۲۹۶؛] [بخاری كتاب الجنائز باب الصلاة علي الشهيد ج ۱، ص ۴۵۱، رقم ۱۲۷۹]

علامہ عینی حنفیؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مَعْنَاهُ عَلٰى مَجْمُوْعِكُمْ لِاَنَّ ذٰلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ. [العياذ بالله] کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا معنی یہ ہے کہ میری ساری امت شرک اکبر میں مبتلا نہ ہو گی اس لیے کہ بعض سے شرک اکبر سرزد ہوا ہے (اللہ کی پناہ) [عمدة القاری ج۸، ص۱۵۶، رقم ۱۰۱]

امت محمدیہ کے بعض افراد کا شرک اکبر میں مبتلا ہونا:

رسول اللہ ﷺ کے اعجاز میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات ہمیشہ سچ اور حق پر مبنی ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ بات لوگوں کو دیر سے ہی سمجھ کیوں نہ آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ [النجم] کہ دینی معاملات میں میرا نبی میری وحی کے بغیر نہیں بولتا۔ دین اسلام کی بنیاد ہی توحید کے اثبات اور شرک کی نفی پر ہے۔ اس لیے توحید اور شرک کے متعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات ہی حجت ہو گی کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی طرف سے ان دونوں کا معیار مقرر کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے بڑی وضاحت کے ساتھ امت کے بعض افراد کا شرک اکبر میں مبتلا ہونا اس طرح بیان کیا ہے۔

’’لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ.‘‘ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی کہ جب تک قبیلہ دوس کی عورتیں ذی الخلصة بت کی عبادت نہ کریں گی۔ ذوالخلصة دوس قبیلہ کا زمانہ جاہلیت میں بت تھا جس کی یہ عبادت کیا کرتے تھے۔

[شرح صحيح بخاری كتاب الفتن باب تغيير الزمان حتى تعبد الاوثان ج۷، ص۵۹۹ رقم ۷۱۱۶۔ طبع مكتبه الطبری، شرح صحيح مسلم الكوكب الوهاج كتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذالخلصة ج۲۶، ص ۱۵۴ رقم ۷۱۲۵۔ طبع بيروت، الموسوعة الحديثة مسند امام احمد بن حنبل ج ۱۳، ص ۱۰۶ رقم ۷۶۷۷؛]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى" "دن رات کا آنا جانا اس وقت تک ختم نہ ہوگا (قیامت نہ آئے گی) یہاں تک کہ اللات اور العزی (بت) کی عبادت نہ کی جائے گی۔"

اس روایت کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے وہ بھی فوت ہو جائے گا اور باقی وہ رہیں گے کہ جن میں کسی قسم کی خیر نہیں۔ پھر لوگ اپنے آباء واجداد کے دین کی طرف لوٹیں گے۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں: کہ اپنے آباؤاجداد کے دین کی طرف لوٹنے کا معنی یہ ہے کہ وہ شرک اکبر اور بتوں کی عبادت میں مبتلا ہو جائیں گے۔[الکوکب الوهاج شرح صحیح مسلم کتاب الفتن باب لاتقوم الساعة ج۲۶،ص ۱۵۷، رقم الحدیث ۷۱۲۶]

مذکورہ بالا احادیث اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ امت محمدیہ کے بعض افراد غیر اللہ اور بتوں کی عبادت میں مبتلا ہوں گے اور اس شرک اکبر کو آپ ﷺ نے علامات قیامت میں سے ایک علامت قرار دیا ہے۔ ان احادیث کے بعد بعض مسلمانوں کا شرک اکبر میں مبتلا نہ ہونے کا عقیدہ رکھنا اور دعویٰ کرنا یہ رسول اللہ ﷺ کے فرامین اور کتاب اللہ کی واضح آیت کی کھلم کھلا مخالفت نہیں تو اور کیا ہے؟[العیاذ باللہ]

رسول اللہ ﷺ کو اپنے بعد اپنی امت کے بعض افراد سے شرک اکبر کا اندیشہ تھا اس لیے آپ شرک اکبر سے بار بار بچنے کی اپنی امت کو تلقین فرماتے رہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ" شیطان اس چیز سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں نمازی اسکی عبادت کریں گے۔[صحیح مسلم کتاب صفة القیامة باب تحریش الشیطان ج۹ ص ۱۳۰ رقم ۲۸۱۲]

اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے جزیرہ عرب کو شیطان کی عبادت سے خارج کر دیا ہے لیکن اس سے قطعاً یہ چیز مراد نہیں کہ دنیا سے شرک اکبر مکمل طور پر مٹ چکا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اور صحیح احادیث سے شرک اکبر کا قیامت تک وجود اور لوگوں کا اس میں واقع ہونا ذکر ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی روایات سے ثابت ہے۔

مولانا تقی عثمانی حنفی اور مولانا شبیر احمد عثمانی حنفی اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک وقت معین تک جزیرہ عرب شرک اکبر میں مبتلا نہیں ہوگا۔ جب تمام مسلمان ایک اچھی ہوا چلنے کی وجہ سے فوت ہو جائیں گے اس وقت جزیرہ عرب میں بتوں کی پوجا بھی شروع ہو جائے گی۔[فتح الملهم شرح صحیح مسلم ج٦، باب لاتقوم الساعة حتى تعبد دوس ذالخلصة ص ١٦٤، تحت رقم الحديث:٧٢٥٨]

رسول اللہ ﷺ نے جس طرح اپنی امت کو شرک اکبر سے ڈرایا تھا اسی طرح آپ نے اپنی امت کو شرک اصغر سے بھی ڈرایا ہے۔

شرک اصغر پر وعید:

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ: قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ الرِّيَاءُ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِذَا جَزَى النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ: اِذْهَبُوْا اِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً"

مجھے تم سے شرک اصغر کا خدشہ لاحق ہے صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ شرک اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ریا کاری ہے، جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیں گے (ان ریا کاروں سے) کہیں گے تم دنیا میں جنہیں دکھانے کے لیے عمل کرتے تھے ان کے پاس جاؤ اور دیکھو کیا تم ان کے پاس کوئی چیز پاتے ہو۔[صحیح الترغیب والترهیب کتاب الاخلاص باب الترهیب من الریاء ج۱،ص ۱۲۰،رقم الحدیث :۳۲-بیهقی شعب الایمان ج ۱۲،ص ۲۰۱ رقم الحدیث :٤٦١٢]

رسول اللہ ﷺ کے فرامین پر غور و خوض کرنے سے شرک اصغر اور شرک اکبر کا فرق روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ شرک اکبر کا مرتکب شفاعت کا مستحق نہیں ہوگا کیونکہ شرک اکبر سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور شرک اصغر سے ایمان ضائع نہیں ہوتا بلکہ اس میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبیؑ کے لیے ایک ایسی دعا ہے جو قبول کی گئی ہے ہر نبیؑ نے اس دعا میں جلدی کی لیکن میں نے اسے مؤخر کر دیا۔ قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے "فَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا" اور وہ شفاعت پہنچنے والی ہے ان شاء اللہ میرے اس امتی کو جو

اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک (اکبر) نہ کیا۔ [الدیباج علی صحیح مسلم بن الحاج کتاب الایمان باب اختباء النبی دعوة الشفاعة لامته ج ۱، ص ۳۶۷، رقم ۳۳۸]

شرک اصغر اور غیر ثابت شدہ روایات:

"حدثنا ابوبکر بن محمد بن حمدان ثنا عبدالصمد بن الفضل ثنا مکی بن ابراهیم ثنا عبدالواحد بن زید عن عبادة بن نسی قال دخلت علی شداد بن اوس فی مصلاه وهو یبکی فقلت یا اباعبدالرحمن ما الذی ابکاک قال حدیث سمعته من رسول الله ﷺ فقلت وما هو قال بینما انا عند رسول الله إذ رأیت بوجهه امرا ساءنی فقلت بابی یا رسول الله ﷺ ما الذی اری بوجهک قال امرا اتخوفه علی امتی من بعدی قلت وما هو قال الشرک وشهوة خفیة قال قلت یا رسول الله اتشرک امتک من بعدک قال یا شداد اما انهم لا یعبدون شمسا ولا قمرا ولا وثنا ولا حجرا ولکن یراؤون الناس باعمالهم قلت یا رسول الله ﷺ هو قال نعم قلت فما الشهوة الخفیة قال یصبح احدکم صائما فتعرض له شهوة من شهوات الدنیا فیفطر"

حضرت عبادہ بن نسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں حضرت شداد بن اوس کے پاس ان کی جائے نماز میں داخل ہوا تو وہ رو رہے تھے میں نے ان سے رونے کی وجہ پوچھی تو حضرت شداد کہنے لگے میں اس حدیث کی وجہ سے رو رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ سے سنی تھی میں نے کہا کونسی حدیث؟ انہوں نے کہا کہ اس دوران کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر ایسی کیفیت ملاحظہ کی جس سے میں غمگین ہوگیا میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے والدین آپ پر قربان، میں آپ کے چہرے پر کیسی کیفیت دیکھ رہا ہوں آپ نے فرمایا شداد میں ایک امر کی وجہ سے رنجیدہ ہوں جس کا مجھے اپنے بعد اپنی امت سے خدشہ ہے میں نے کہا کونسا امر؟ آپ ﷺ نے فرمایا شرک اور شہوت...... میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی آپ نے فرمایا میرے بعد نہ تو وہ سورج کی عبادت کریں گے نہ ہی چاند کی، نہ کسی بت کی اور نہ ہی کسی پتھر کی لیکن اپنے اعمال کی وجہ سے لوگ ریاکاری کریں گے، میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا ریا شرک ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ریا شرک ہے میں نے کہا شہوت خفیہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی صبح کے وقت روزے کی حالت میں ہوگا تو اس دنیا کی شہوتوں میں سے کوئی شہوت عارض ہوجائے گی وہ روزہ توڑ دے گا۔ اس حدیث کو مختلف ائمہ نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔ [مستدرک الحاکم کتاب الرقاق باب تشریح الشهوة الخفیة ج ٤، ص ٣٣٠] یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں کیونکہ اس میں ایک راوی عبدالواحد بن زید القاضی ہے جس کی کنیت ابوعبیدہ البصری ہے۔ یہ راوی ضعیف اور متروک الحدیث ہے۔

محدثین کی آراء:

قارئین عبدالواحد بن زید القاضی کے متعلق محدثین عظام کی آراء ملاحظہ ہوں

1۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ محدثین اس کی روایت قبول نہیں کرتے تھے۔

2۔ ابن معینؒ فرماتے ہیں کہ اس کی روایت کی کوئی حیثیت نہیں یہ ضعیف حدیثیں بیان کرتا تھا۔

3۔ امام فلاسؒ فرماتے ہیں یہ قصے کہانیاں بیان کرنے والا متروک الحدیث تھا

4۔ امام ابوحاتم فرماتے ہیں کہ یہ قوی روایات بیان نہیں کرتا تھا۔

5۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ حدیث بیان کرتے وقت یہ بڑی غیر ذمہ داری اور انتہائی غفلت سے کام لیتا اور منکر روایات بیان کرتا تھا۔ اس کی مرویات کو بطور حجت بیان نہیں کیا جاسکتا۔ [تهذیب التهذیب ج ٥، ص ٣٣٥، رقم ٤٣٦٣ طبع دارالفکر بیروت]

یہی روایت ابن ماجہ میں کتاب الزهد بالریاء والسمعة ص ٦٩٨ رقم الحدیث ٤٢٠٥ مذکور ہے۔ اس روایت کی سند میں عامر بن عبداللہ راوی متروک الحدیث اور مجہول الحال ہے اور آخری عمر میں اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ [تقریب التهذیب ج ١، ص ٢٧٠ طبع دارالفکر] یہی روایت ابونعیم نے اپنی کتاب الحلیة الاولیاء ج ١، ص ٢٦٨ میں ذکر کی ہے اس روایت میں عطاء بن عجلان راوی ضعیف ہے جس کی بنا پر یہ حدیث قابل اعتماد نہیں۔

یہ روایت الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد بن حنبل ج ٢٨ ص ٣٦٥، ٣٦٢ رقم الحدیث ١٧١٤٠ میں مذکور ہے۔ یہ روایت بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں کیونکہ اس میں شہر بن حوشب راوی ضعیف ہے۔

موسیٰ بن ہارونؒ نے اسے ضعیف کہا۔ امام نسائی نے اس کے بارے میں لیس بالقوی کہا ہے کہ یہ قوی نہیں [تهذیب التهذیب ج ٣، ص ٦٥٨] ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ قابل احتجاج نہیں۔ [سیر اعلام لنبلاء ج ٤

ص ۳۷٤] یہی روایت امام بیہقیؒ نے شعب الایمان باب فی اخلاص العمل للہ وترک الریاء ج ۱۲، ص ۲۰۰ رقم الحدیث ٦٤١١ میں ذکر کی ہے۔ اسی روایت کے حاشیہ پر اس روایت کو ضعیف کہا گیا ہے، کیونکہ اس کا ایک راوی عبدالواحد بن زید البصری متروک الحدیث ہے۔ یہ روایت مجمع الزوائد ج ۱۰۔۲۲۱۔۲۲۰ میں بھی ہے لیکن یہ روایت بھی شھر بن جوشب کی بنا پر قابل عمل نہیں۔ اس کے متعلق محدثین کے اقوال اوپر بیان ہو چکے ہیں۔

نوٹ: اس روایت کو امام حاکم کا صحیح کہنا درست نہیں کیونکہ وہ اس میں متفرد ہیں جس طرح امام ذہبیؒ نے وضاحت فرمائی ہے۔ [بیھقیؒ شعب الایمان باب فی اخلاص العمل للہ وترک الریاء ج ۱۲، ص ۲۰۰ رقم الحدیث ٦٤١١]

ان روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے۔ "اِنِّیْ اَخْوَفُ عَلٰی اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ الشِّرْکَ وَالشَّھْوَۃُ الْخَفِیَّۃُ. قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَوَتُشْرِکُ اُمَّتُکَ مِنْ بَعْدِکَ. قَالَ یَا شَدَّادُ اَنَّھُمْ لَا یَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَلَا قَمَرًا وَلَا حَجَرًا وَلَا وَثَنًا وَلٰکِنْ یُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِھِمْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَمَا الشَّھْوَۃُ الْخَفِیَّۃُ؟ قَالَ یُصْبِحُ اَحَدُھُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَہٗ شَھْوَۃٌ مِنْ شَھْوَاتِہٖ فَیُوَاقِعُ شَھْوَتَہٗ وَیَدَعُ صَوْمَہٗ" مجھے اپنے بعد تم سے سب سے زیادہ خدشہ شرک اور شہوات خفیہ کا ہے، میں نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی فرمایا: اے شداد وہ نہ تو سورج کی عبادت کریں گے اور نہ ہی چاند کی، نہ پتھر کی اور نہ ہی بت کی لیکن وہ اپنے اعمال لوگوں کو دکھانے کے لیے کریں گے۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ شہوت خفیہ سے مراد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان میں سے کوئی شخص صبح روزے سے ہوگا اور اس کے سامنے شہوت پیش ہوں گی وہ ان شہوات میں واقع ہو جائے گا اور اپنے روزے کو چھوڑ دے گا۔ [بیھقیؒ شعب الایمان باب فی اخلاص العمل للہ وترک الریاء ج ۱۲، ص ۲۰۰ رقم الحدیث ٦٤١١] یہ روایت مستدرک الحاکم، طبرانی، مسند امام احمد میں بھی موجود ہے لیکن یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ کیونکہ یہ روایت عبدالواحد بن زید البصری متروک الحدیث راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے شرک اکبر اور شرک اصغر میں امت کے مبتلا ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا تھا آپ کے فرمان کے باوجود شرک اکبر میں امت کے مبتلا ہونے کا عقیدہ نہ رکھنا فرمان رسول ﷺ سے کھلم کھلا بغاوت ہے، یہ بات کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتی بلکہ ایک سچے اور راسخ العقیدہ مسلمان کا شیوہ ہے کہ فرمان رسول ﷺ کے سامنے سرخم تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل پیرا ہو جائے۔

شرک اکبر:

شرک اکبر ایک بڑا اہم مسئلہ ہے جو کہ قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ جبکہ اس کا کلی طور پر انکار کرنے والے حب رسول کا بھی دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ ایک سچے محبت رسول اور کما حقہ عقیدہ توحید پر عمل پیرا ہونے والے کو زیب نہیں دیتا اور یہ یقینی دلائل سے ثابت شدہ امر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شرک اکبر اور شرک اصغر سے اپنی امت کو ڈراتے ہوئے ان دونوں سے بچنے کا حکم دیا ہے، لیکن یاد رہے قیامت کے روز شرک اکبر کا مرتکب شفاعت رسول سے محروم رہے گا

☆......☆......☆

بقیہ: معشر شباب کے نام

امت مسلمہ کے نوجوانو! تمہاری تربیت تو خود محمد عربی ﷺ نے اپنے فرمودات کے گواہر انمول کے قالب میں ڈھال کر یوں فرمائی کہ اگر تم اس جوانی کی قدر کر لو تو عنداللہ اشراف ومراتب کے متحمل اور خدائے بزرگ و برتر کے منظور نظر بن جاؤ گے۔

چنانچہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا "ان اللہ لیعجب من الشاب الذی لیست لہ صبوۃ" "بے شک اللہ اس نوجوان کو پسند فرماتے ہیں جس میں کم عمری کی نادانی نہ ہو [مسند احمد: ج ٤ صفحہ ١٥١ 'رقم الحدیث ١٧٣٧١]

آج جو ذلت ورسوائی امت مسلمہ کا مقدر بن چکی ہے اس کی اولین وجہ شعائر اسلام سے اعراض اور اغیار کے کلچر سے محبت ہے، اسلام اور احکامات شریعت مطہرہ شرم وحیا کا درس دے کر ہماری فکر وسوچ کو ان زاویوں سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں جن سے عظمت رفتہ کے نقوش جھلکتے نظر آئیں مگر ہم مغربی تہذیب کی طرف شتر بے مہار کی طرح نظریں اٹھائے اور ان کی حیا باختہ عادات واطوار کو اپنائے اپنے اسلاف کی غیرت سے غداری کر رہے ہیں۔

☆......☆......☆

شاہِ اربل کا تحفہ!

مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ اما بعد

ماہ ربیع الاول کو اکثر لوگ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے سلسلہ میں محافل وجلوس کا انعقاد کرتے ہیں اور آپ کے مولود مسعود پر اظہار مسرت اور اس دن اذکار واستغفار، صدقہ وخیرات، خوب چراغاں کرنے اور بہترین کھانا پکانے کو باعث برکت تصور کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام اعظم حضرت محمد ﷺ تمام مخلوقات سے برتر وافضل سید ولد آدم، خاتم النبیین اور بعد از خدا بزرگ وہی قصہ مختصر ہیں۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان محافل وجلوس کا انعقاد واہتمام اظہار تشکر کی بنا پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا ہے یا تابعین، تبع تابعین (ائمہ کرام) سے ان محافل کے انتظام والصرام اور شمولیت کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟

کیونکہ یہ لوگ محبت رسول ﷺ اور اتباع رسول ﷺ میں تمام لوگوں سے زیادہ حریص ومشتاق تھے۔ اگر ان لوگوں سے اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا تو پھر ہمیں کیا حق حاصل ہے کہ ہم ان کے کردار وفرامین سے روگردانی کر کے ایسی محافل منعقد کریں، جس کے انعقاد اور شمولیت سے ان حضرات نے سختی سے منع فرمایا ہو۔ پھر ولادت باسعادت کے دن اظہار مسرت کا نام محبت رسول ﷺ نہیں، بلکہ محبت رسول ﷺ، اتباع رسول ﷺ میں ہے۔

تاریخی شہادت:

کتب احادیث وتواریخ کی ورق گردانی سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ محفل میلاد سن ہجری کے چھ سو سال بعد ایجاد ہوئی۔ صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ اربعہ کے دور میں بالکل ناپید ہے۔ چنانچہ تاریخ کی معتبر کتاب تاریخ ابن خلکان میں اس کی شہادت موجود ہے کہ سن ۵۸۶ ہجری میں سلطان صلاح الدینؒ نے ابوسعید کوبوری الملقب بہ ملک المعظم مظفر الدین المتوفی ۶۳۰ھ کو شہر اربل کا گورنر مقرر کیا۔ یہ بادشاہ نہایت مُسرف (فضول خرچ)، بے دین اور عیاش تھا۔ محفل میلاد سب سے پہلے اس نے ایجاد کی، جو آج بھی دنیا کے اکثر حصوں میں مروج ہے۔

تفصیل:

تاریخ ابن خلکان میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ شاہ اربل سعادت سے کوسوں دور اور شقاوت سے بھرپور تھا، فسق وفجور کا بازار ہر وقت گرم رکھتا تھا اور مجلس مولود کو ہر سال نہایت شان وشوکت سے مناتا تھا۔ جب شہر اربل کے قرب وجوار پہ خبر پہنچی کہ شاہ اربل نے ایک مجلس قائم کی ہے۔ جس کو وہ بڑی عقیدت مندی اور شان وشوکت سے انجام دیتے ہیں۔ تو بغداد، موصل، جزیرہ سجاوند اور دیگر بلادِ عجم سے گویے، شاعر اور واعظ، بادشاہ کو خوش کرنے کے لیے بمہ آلاتِ لہو ولعب ماہ محرم الحرام سے ہی شہر اربل میں آجاتے اور قلعہ کے نزدیک ایک ناچ گھر ان کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ جس میں کثرت سے قبے اور خیمے تھے۔ شاہ اربل بھی ان خیموں میں آتا گانا سنتا اور کبھی کبھی مست ہو کر ان گویوں، بھانڈوں کے ساتھ خود (علامہ ابن جوزیؒ نے بھی اپنی تاریخ مراۃ الزمان میں اشارہ کیا ہے: ویرقص نفسہ. (مراۃ الزمان) بھی رقص کرتا۔ ماہ صفر سے ہی مجلس مولود کی تیاریاں شروع ہو جاتیں اور ماہ ربیع الاول کو مولود منایا جاتا اور شاہی قلعہ سے اونٹ، گائے اور بکریاں ناچ گھر کے مذبح خانے میں اس قدر ذبح کی جاتیں کہ الامان والحفیظ۔

جب اس محفل کا ہر سو چرچا ہوا تو الناس علی دین ملوکھم کے تحت ضعف ایمان کے ہیرو خوشامدی ٹٹو بن گئے اور ابن دحیہ جیسے احمق اور خبیث اللسان نے اس کی تائید میں رسالہ "التنویر فی مولود السراج المنیر" لکھ کر شاہ اربل سے ایک ہزار اشرفی انعام لیا۔ تفصیل کے لیے ابن خلکان ص ۴۳۶ و ۴۳۷ ج ۳ ملاحظہ ہو۔

وما افسد الدین الا الملوک

احبار سوء ورھبانھا

ابن دحیہ کے متعلق ائمہ دین کے ارشادات:

یہ تھا شاہ اربل کا گرانقدر تحفہ جس کو نام نہاد مسلمانوں نے شرعی مقام بخشا اور ہر سال اس بدعت کی ترویج میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔

آئیے! شاہ اربل کے اس گرانقدر تحفے کو شرعی مقام بخشنے والے ابن دحیہ کے متعلق ائمہ دین اور محدثین کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ ابن دحیہ نہایت متکبر، گستاخ، ائمہ دین اور محدثین پر سب وشتم کرنے اور ان کی عیب جوئی میں بڑا بے باک تھا۔ [لسان المیزان ج ۲ ص ۲۹۲]

2۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ "ان ابا الخطاب ابن دحیہ کان یفعل ذلک وکانہ الذی وضع الحدیث فی قصر المغرب" (تقریب کی شرح تدریب) یعنی ابن دحیہ بڑا وضاع الحدیث تھا، مولود کے متعلق جھوٹی روایات بنا کر لوگوں کو سناتا۔

3۔ قاضی واصلؒ فرماتا ہے کہ ابن دحیہ حدیث بیان کرنے میں بے تکی اور

الکل بچو سے کام لیتا تھا۔[لسان المیز ان ج۴ص ۲۹۲]

4۔ انه کان یدعی اشیاء لاحقیقة لها. یعنی ایسی چیزوں کا دعویدار تھا جن کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ [لسان المیزان ج ٤ ص ٢٩٣]

5۔امام ابن عساکر فرماتے ہیں کہ ابن دحیہ حدیث نبوی ﷺ میں کذب بیانی اور بے اصل بات کہنے میں بے باک تھا، [لسان المیزان ج ٤ ص ٢٩٧]

6۔علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے لسان المیز ان میں ج۴ص ۲۹۶ پر ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ امام علی بن حسن اصبہانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابن دحیہ کا ہمارے شہر سے گزر ہوا۔ اس نے اپنے تئیں بڑا محدث وفقیہ، ادیب مفسر اور متقی و پرہیز گار ظاہر کیا اور میرے والد صاحب نے ان کی خوب تواضع کی۔

اتنے میں ابن دحیہ نے ایک جانماز نکالا اور چوم کر کہا کہ خدا کی قسم اس جانماز پر میں بیت اللہ میں ہزار سے زیادہ نفل نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھ چکا ہوں اور بارہا اس مصلی پر بیٹھ کر قرآن مجید ختم کیا ہے۔ والد صاحب نے وہ مصلی ابن دحیہ سے خرید لیا۔ اسی دن اصبہان سے عصر کے بعد ایک شخص والد صاحب کے پاس آیا۔ اتفاقاً ابن دحیہ کا ذکر بھی آ گیا، نو وارد نے کہا کہ کل ابن دحیہ نے بڑا قیمتی مصلی بازار سے خریدا ہے۔ والد صاحب نے وہی مصلی پیش کر دیا جس کے متعلق ابن دحیہ نے حلفاً کہا تھا کہ ''میں نے اس مصلی پر ایک ہزار رکعت اور بارہا قرآن مجید بیت اللہ میں بیٹھ کر ختم کیا ہے، اس شخص نے دیکھتے ہی کہا: قسم بخدا یہ وہی جانماز ہے۔

والد صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے اور اس کی یہ چالاکی اور کذب بیانی دیکھ کر دنگ رہ گئے اور اس کو اپنی نظروں سے گرا دیا۔ اب یہ بات واضح ہو گئی کہ عید میلاد النبی ﷺ کے جواز کا فتوی دینے والا ابن دحیہ پیٹ پرست، خوشامدی، کذاب، وضاع الحدیث اور خبیث اللسان تھا۔ کیا ایسے دروغ گو اور ہرزا سرا مولوی کا فتوی شرع محمدی ﷺ میں قابل حجت اور قابل سند بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید ہرگز بمنزل نخواہد رسید (سعدیؒ)

اب محفل میلاد کے متعلق ائمہ دینؒ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔

محفل میلاد بدعت ہے:

1۔امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ان اصل المولد بدعة لم ینقل من احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة محفل میلاد دراصل بدعت ہے جس کا ثبوت صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین سے نہیں ملتا۔

2۔قال عبدالرحمن المغربی عن الحنیفة فی فتاوئه ان عمل المولود بدعة لم یقل ولم یفعله رسول الله صلی الله علیه وسلم والخلفاء والائمة. علامہ عبدالرحمن حنفیؒ اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں کہ محفل میلاد بدعت ہے نہ اسے حضورؐ نے فرمایا اور نہ ہی صحابہ کرام اور ائمہ اربعہ نے اس طرف توجہ کی اور نہ کسی کو کرنے کی اجازت دی۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

3۔ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبدالمجید مالکیؒ نے تکملة التفسیر میں لکھا ہے کہ مایهتم لعمل المولد فی الربیع الاول بدعة فیلیق ان ینکر علی مایهتم به. جو مجلس میلاد ربیع الاول کے مہینہ میں رچائی جاتی ہے یہ صریح بدعت ہے اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسی محافل میں شرکت نہ کریں۔

4۔علامہ شرف الدین احمد حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ ''ان ما یعمل بعض الامراء فی کل سنة اقفلا لمولده فمع اشتماله علی التکلفات الشنیعة بنفسه بدعة احدثه من یتبع هواه ولا یعلم ماامره صاحب الشریعة ونهاه'' بعض لوگ ہر سال آپ ﷺ کی ذکر ولادت کے متعلق جو محافل قائم کرتے ہیں وہ سراسر بدعت ہے، اس کے موجد خواہشات نفسانیہ کے پابند اور احکام شریعت سے بالکل بے خبر تھے انہیں کوئی علم نہیں کہ صاحب شریعت نے کس چیز کا حکم دیا ہے اور کس چیز سے منع کیا ہے؟

5۔علامہ ابن الحاج مالکیؒ نے اپنی کتاب ''مدخل'' میں اس کو بدعت لکھا ہے اور اس کے جملہ امور کو خلاف شرع گردانا ہے۔ [مدخل]

6۔علامہ علاء الدین شافعیؒ فرماتے ہیں کہ محفلِ میلاد بدعت ہے۔

[شرح البعث والنشور]

7۔علامہ تاجدین فاکہانیؒ فرماتے ہیں کہ مجھے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں میلاد کی محفل کے متعلق کوئی دلیل نہیں ملی۔ صحابہ کرام اور ائمہ اسلام سے بھی اس کے متعلق جواز کا فتوی معقول نہیں مل سکا۔ بلکہ یہ ایک بدعت ہے جس کو شکم پرور اور نفس پرست لوگوں نے ایجاد کیا۔ تفصیل کے لیے ''الهادی للفتاوی سیوطی ص۲۹۴ تا ۲۹۶ ملاحظہ فرمائیں۔ (عزیز الہ آبادی)

8۔علامہ محمد بن ابی بکر المخزومیؒ ''کتاب البدع والحوادث'' میں رقم طراز ہیں ''ومن المنکرات القبیحات والمکروهات الفضیحة فی هذه الاعصار ما یعمل بمولد النبی وما هلک امته من امم المرسلین الاباهتداع فی الدین'' تمام برائیوں اور گمراہیوں سے بڑھ کر برائی اور گمراہی فی زمانہ مجلس میلاد کا قیام ہے اور سابقہ امتوں کی تباہی صرف بدعت کی وجہ سے ہوئی ہے۔

9۔امام نصیر الدین شافعیؒ سے محفل میلاد کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اسکا کرنا سلف صالحینؒ سے منقول نہیں بلکہ یہ مجلس عہد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے بعد برے زمانہ میں رائج ہوئی، جو کام انہوں نے

نہیں کیا ہمیں اس کام کو کر کے بدعتی بننے کی کیا ضرورت ہے؟

دیکھئے کتاب شرح الهبه تلک عشرة کاملة" ان ارشادات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ جو کام عہد صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں ناپید و مفقود ہو، اس کو ایجاد کرنا اور فروغ دینا بدعت ہے اور ایسے کام کرنے والے کا کوئی عمل بارگاہِ ایزدی میں مقبول نہیں اور ایسے اشخاص کی حوض کوثر سے بھی محرومی ہوگی اور سید الانبیاء ﷺ کی زبان مبارک سے یہ صدا آئے گی "سحقا سحقا لمن غیر بعدی" (الحدیث) دین میں نئے امور کو فروغ دینے والوں کے لیے جہنم ہے ان کا میرے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔

محترم قارئین! عید میلاد النبی ﷺ میں بھر پور حصہ لینے اور مال و دولت کو ضائع کرنے کا نام حب النبی ﷺ نہیں، بلکہ اس میں سید الانبیاء ﷺ کے ساتھ مذاق ہے۔ اگر اس دن کو منانا ثابت ہوتا تو صحابہ کرام جیسی جانثار جماعت اس سعادت سے کیوں محروم رہی؟ تابعین اور تبع تابعین اس نیکی سے کیوں محروم رہے؟ جن کی زندگیاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ایماء پر بسر ہوئیں مگر انہوں نے ہر اس کام سے گریز کیا جس پر ہادیٔ برحق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مہر نہ تھی۔

لو کان حبک صادقا لاطعته ان المحب لمن یحب مطیع

واقعہ تین اشخاص:

تین اشخاص پیغمبر علیہ السلام کی ازواج مطہرات کے پاس آئے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عبادت کے متعلق دریافت کیا، جب ان کو عبادت کی کیفیت بتائی گئی تو انہوں نے اپنے خیال میں اپنی عبادت کو حقیر جانا اور تینوں نے علی الترتیب یہ بیان دیا کہ:

ا۔ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور ناغہ نہ کروں گا۔ ۲۔ میں تمام رات عبادت کروں گا (نماز پڑھوں گا) اور نیند نہ کروں گا۔ ۳۔ میں شادی نہ کروں گا، کیونکہ اہل و عیال عبادت میں رکاوٹ کا باعث بن سکتے ہیں۔

جب ہادیٔ برحق ﷺ گھر تشریف لائے اور آپ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: تم سب سے زیادہ میں پرہیزگار ہوں، روزے بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں اور رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور نیند بھی کرتا ہوں، شادیاں بھی کی ہیں۔ یاد رکھو! جس شخص نے میرے طریقے سے روگردانی کی اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ [مشکوۃ ج ۱ ص ۲۷۰]

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ نماز روزہ افضل ترین عبادت ہے۔ مگر! اسوۂ محمدی ﷺ کے خلاف ان کی ادائیگی وبال جان ہے۔ فافهم وتدبر ولا تكن من الغافلين.

واقعہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ:

اسی طرح صاحب مشکوۃ نے کتاب الجہاد میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کا واقعہ ذکر کیا ہے کہ ان کو فوج کے ہمراہ ایک مہم پر جانے کا حکم ہوا پیغمبرؐ کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کی نیت سے حضرت عبداللہؓ نے فوج کو علی الصبح روانہ کر دیا اور خود نہ گئے، جمعہ سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے ابن رواحہؓ کو دیکھ کر فرمایا: اے عبداللہ! تو نے فلاں فوج کے ساتھ جانا تھا؟ یہاں ٹھہرنے کا کیا مقصد؟ تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے عرض کی! آپ کی اقتداء میں جمعہ پڑھنے کے شوق سے رہ گیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عبداللہ! اپنے خیال اور مرضی سے کی ہوئی نیکی قبول نہیں۔ اگر روئے زمین کی تمام دولت تیرے قبضہ میں آجائے اور تو اس کو راہ خدا میں صَرف کردے، پھر بھی تو ان لوگوں کے ثواب اور مرتبہ کو نہیں پاسکتا جو میرا فرمان سن کر روانہ ہو گئے تھے۔ [مشکوۃ ج ۲ ص ۳۴۰ مطبوعہ نور محمد کراچی]

قارئین! غور فرمائیں کہ نماز جمعہ کی ادائیگی سے ہفتہ عشرہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور پھر مسجد نبوی ﷺ میں ایک جمعہ ادا کرنے سے ایک ہزار جمعوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اور پھر سید الانبیاء ﷺ کی اقتدا میں تو نور علی نور ہے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! روئے زمین کی تمام دولت راہ خدا میں خرچ کرنے سے بھی وہ ثواب اور مرتبہ نہیں مل سکتا جو میرا اشارہ پا کر عمل کر چکے ہیں۔ اللهم وفقنا لما تحب وترضى.

بدعت کی تعریف:

بدعت کی تعریف، امام نوویؒ نے شرح مسلم ص ۲۸۵ پر یوں کی ہے "کل شئی عمل علی غیر مثال سابق. اور مختار الصحاح ص ۳۲ پر ہے: فالبدعة عبارة عن طريقة فى الدين مخترعة تضاهى الشرعية يقصد بالسلوک علیها المبالغة فى التعبدلله سبحانه" خلاصہ یہ ہے کہ "بدعت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو دین میں نئی ایجاد کی گئی ہو اور کتاب و سنت میں اس کا اصل نہ ہو۔"

محترم قارئین! عید میلاد النبی ﷺ، موجودہ دور کی بدعت ہے جس کا وجود ۶۰۰ھ تک ناپید ہے اور ۶۰۴ھ کے بعد ایک مُسرف، بے دین اور عیاش بادشاہ نے اس کو ایجاد کیا۔ یہ تحفہ مسلمانوں کے قلوب و جنان میں اتنا بلند مقام حاصل کر گیا ہے کہ نام نہاد مسلمانوں نے اور پیٹ پرست ملاؤں نے اس کو تیسری عید تصور کیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق فرمائے اور بدعات و خرافات سے جملہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

☆..........☆..........☆

جشن میلاد

حقیقت کیا ہے؟

مولانا ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے انسانوں میں سے ہی برگزیدہ اور مقدس ترین ہستیوں کا انتخاب کیا اور ہر دور میں ان ہستیوں میں سے حسب حال جسے چاہا منصب رسالت سے نوازا۔ ہر رسول نے اپنے منصب کا حتی المقدور حق ادا کیا اور قوم کی ہدایت و رشد کی طرف راہنمائی کی اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی اور رسول اپنی قوم کے لیے سب سے زیادہ خیر خواہ ہوتا ہے۔ ثانیاً جبلت اور فطرت کے لحاظ سے وہ عام انسانوں سے ممتاز ہوتا ہے جو ان تمام عمدہ صفات کا حامل ہوتا ہے جو کسی بھی انسان کے لیے ہونی ضروری ہیں۔

انبیاء کی تعلیم میں بگاڑ: نبی اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہونے کی وجہ سے جس تعلیم کا حامل اور داعی ہوتا ہے وہ ہدایت اور رشد کا اعلیٰ نمونہ ہوتی ہے۔ جس سے بہتر کوئی نمونہ ممکن نہیں لیکن اس کے باوجود ہر قوم نے اس اعلیٰ اور مصفیٰ تعلیم کو مکدر کیا اس کے اسباب ہر دور میں شائد مختلف رہے ہوں لیکن ایک سبب جس کا تعلق اس تعلیم کے حاملین کے ساتھ ہے اور وہ تقریباً ہر قوم اور امت میں مشترک رہا ہے وہ اپنے نبی کی تعلیم کو اعمال خیر میں ناکافی سمجھتے ہوئے اس میں اپنی طرف سے اضافہ ہے جس سے وہ تعلیم اپنی اصلی حالت پر قائم نہ رہی اور اس میں کئی طرح کی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لکل عامل شرة ثم فترة فمن كانت فترته الى بدعة فقد ضل ومن كانت فترته الى سنة فقد اهتدى (الاعتصام للشاطبی ص۵۳ ج۱) ہر عامل کے لیے رغبت اور نشاط ہوتی ہے پھر اس میں ضعف اور کمزوری آجاتی ہے جس کی کمزوری بدعت کی طرف ہوئی وہ گمراہ ہو گیا اور جس کی کمزوری سنت کی طرف ہوئی وہ ہدایت پا گیا جب ہم سابقہ امم کی گمراہی کے اسباب تلاش کرتے ہیں تو ان میں ایک اہم سبب نبی کے بعد اس کی اصل تعلیم میں اپنی طرف سے اضافہ ہے اور یہ اتنا بڑا جرم ہے جو کہ اس سے اصل دین کا حلیہ بگڑ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دین میں اضافہ کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ستة لعنهم ولعنهم الله وكل نبى مستجاب الزائد فى دين الله ... وفى رواية ستة لعنهم الله ولعنهم وفيها الراغب عن سنتى الى بدعة (الاعتصام ص۵۲ ج۱) کچھ شخص ایسے ہیں جن پر میں لعنت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بھی ان پر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے ان چھ اشخاص میں ایک وہ شخص ہے جو اللہ کے دین میں اضافہ کرتا ہے اور ایک روایت کے الفاظ ہیں میری سنت سے اعراض کر کے بدعت کی طرف رغبت کرتا ہے۔ غالباً اسی خدشہ کے پیش نظر کہ سابقہ امتوں نے اپنے انبیاء کی مصفیٰ تعلیمات میں اپنی طرف سے ان کو مکدر اور آلود و گدلہ کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے واضح الفاظ میں تنبیہ کر دی تھی اور فرمایا تھا "من اقتدى بى فهو منى ومن رغب عن سنتى فليس منى (الاعتصام ص۵۲ ج۱) جس نے میری اقتدا کی (سنت پر عمل کیا) وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت سے بے رغبتی اور اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے ان تمام احادیث مبارکہ سے واضح ہے کہ اللہ کے دین میں اضافہ اور بدعت سازی ایک سنگین جرم ہے ایسا کرنے والا اللہ تعالیٰ اور رسول کی لعنت کا مستحق ہے جس کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جشن میلاد دین میں اضافہ: اس میں کسی بھی صاحب بصیرت کو تردد اور شبہ نہیں ہو سکتا کہ جشن میلاد کا وجود نہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں تھا اور نہ خلفاء راشدین مہدیین کے ادوار مبارکہ میں تھا۔ بلکہ نہ صحابہ کرام کے عہد میں تھا اور نہ تابعین و تبع تابعین اور نہ ائمہ اربعہ کے ادوار میں تھا۔ بلکہ یہ چوتھی صدی ہجری میں اس کا دین میں اضافہ کیا گیا اس کا اضافہ کرنے والے مصر کے حکمران فاطمی تھے جنھوں نے اپنی حکومت کو استحکام بخشنے کے لیے عیسائیوں کی نقل اور تقلید میں اسلام میں اس کا آغاز کیا۔

فاطمیوں کا تعارف: تیسری صدی کے آخر میں مغرب سے سعد بن تمیم کی اولاد نے مصر پر قبضہ کر کے وہاں اپنی حکومت قائم کر لی بظاہر یہ لوگ خود کو سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی اولاد میں سے شمار کرتے اور شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتے لیکن حقیقت اس کے برعکس تھی نہ یہ نسبتاً فاطمی تھے اور نہ مذہباً شیعہ تھے۔ جن علماء کرام اور مورخین نے تاریخ اسلامی میں مختلف پیدا ہونے والے فرقوں اور ان کے عقائد کو بیان کیا ہے وہ اس پر متفق ہیں کہ یہ لوگ باطنی جو بظاہر اسلام کا نام لیتے تھے لیکن باطن میں کفر چھپائے ہوئے ہیں۔ امام ابن تیمیہ سے ان کے عقائد کے بارہ میں سوال ہوا جس کا انہوں نے بڑی شرح و بسط سے جواب دیا جس کا خلاصہ ہم یہاں نقل کرتے ہیں

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں جمہور ائمہ ان کے نسب میں طعن کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ مجوس یا یہود کی اولاد میں سے ہیں مختلف مسالک کے علماء احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ، اہل حدیث، اہل کلام علماء نسب اور عام علماء کی ان کے بارہ میں یہی رائے اور شہادت ہے کہ ان کا فاطمی النسب ہونا باطل ہے امام ابن جوزی، ابن شامہ اور دیگر اہل علم بھی جمہور کی طرح ان کے نسب کو باطل قرار دیتے ہیں۔ قاضی ابوبکر الباقلانی نے اپنی کتاب

''کشف اسرارھم وھتک استارھم'' میں ذکر کیا ہے کہ یہ مجوس کی اولاد تھے۔ان کا مذہب یہود ونصاری کے مذاہب سے بھی بدتر ہے بلکہ ان لوگوں کے مذہب سے بھی گیا گزرا ہے جو جناب علی رضی اللہ عنہ کی الوھیت یا نبوت کا دعوی کرتے ہیں اور کفر میں ان سے بھی آگے ہیں۔

قاضی ابویعلی نے اپنی کتاب ''المعتمد'' میں ان کے کفر وزندیق پر ایک طویل فصل حوالہ قلم کی ہے غزالی نے اپنی کتاب ''المستظہر یہ وفضاع الباطنیہ'' میں فرمایا ہے کہ ان کا ظاہری مذہب رفض ہے اور باطن میں خالص کفر ہے۔امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ تمام مخلوق میں سے زیادہ جاہل ہیں ان کے پاس نہ نقل ہے نہ عقل ہے۔نہ صحیح دین ہے۔علماء امت ان کا شمار قرامطہ باطنیہ میں سے کرتے ہیں جو اسلام کا اظہار تو کرتے ہیں لیکن باطن میں کفر چھپاتے ہیں،ان کے مذہب کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مجوسیوں اور فلسفیوں کے احوال کا مرکب ہے انہوں نے چند اقوال مجوسیوں کے اور چند اقوال فلسفیوں کے لے کر اپنے مذہب کی تدوین کی ہے۔انہوں نے دعوی کیا ہے کہ وہ علم باطن کے عالم ہیں ان کا یہ دعوی ہی ان کے کفر پر واضح دلیل ہے یہ زندیق منافق ہیں جو نہ اللہ تعالی پر اور نہ رسول پر اور نہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کے کافر ہونے پر مسلمانوں ، یہودیوں ،عیسائیوں اور اکثر مشرکوں کا بھی اتفاق ہے بلاشبہ ان کا کفر ہر قسم کے کفر کا جامع ہے،ان کے تعلیمی اداروں میں حدیث کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی بلکہ حدیث بیان کرنا موت کو قبول کرنے کے مترادف تھا ان کا تعلیمی نصاب منطق ،فلسفہ،الٰہیات اور طبعیات وغیرہ پر مشتمل تھا۔جامع ازھر میں انہوں نے کئی مقصورے محض اس لیے بنائے تھے کہ وہاں صحابہ کرام پر لعنت کی جاتی تھی اور صریحا یہ کلام کیا جاتا تھا۔یہ ستاروں کی پوجا کرتے اور رسول اللہ کی رسالت بلکہ حقیقتاً تمام رسولوں کی رسالت کا ابطال کرتے تھے ان کا اصل مقصد ملت میں فساد برپا کرنا تھا۔مصر میں ان کی حکومت دو سو سال کے قریب رہی ان کے اس دور میں مصر میں اسلام اور ایمان کی شمع بجھی رہی اور کفر کو عروج اور غلبہ حاصل رہا حتی کہ بعض علماء کرام نے ان کے دور میں مصر کو مرتدین اور منافقین کا علاقہ قرار دیا (مجموع الفتاوی ص ۱۲۰ تا ۱۳۹ ملخصا ومفھوما) یہ حقائق ہیں فاطمیوں کے جن کے ہاتھوں میلاد کا آغاز ہوا ان کے باطل عقائد کی بنا پر عام مسلمان ان سے نفرت کرتے تھے اور یہ تو بدیہی امر ہے کہ حکمرانوں کو عوام کی اکثریت کا خیال رکھنا پڑتا ہے وہ ہر طریقہ سے ان کی دلجوئی کرتے ہیں انہوں نے دیکھا کہ لوگ ان کے باطل عقائد کو تسلیم کرتے بلکہ ان میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کا داعیہ موجزن ہے اور محبت رسول پر اپنی ہر چیز قربان کر دیتے ہیں تو انہوں نے خود کو محب رسول ثابت کرنے کے لیے جشن میلاد کا آغاز کیا اور پھر ان کے سامنے عیسائیوں کی بھی شان تھی کہ ان کا جناب مسیح علیہ السلام کے ساتھ جس طرح کا بھی تعلق ہے مگر وہ کرسس ڈے پر جناب مسیح سے والہانہ انداز میں تعلق ثابت کرتے ہیں تو انہوں نے مسلمانوں میں بھی عیسائیوں جیسا حربہ آزمایا اور پورے جذبہ کے ساتھ کہ مسلمانوں میں یہ اپنا اعتماد بحال کر سکیں جشن میلاد کا انعقاد کیا۔

محقق علامہ علی محفوظ فرماتے ہیں میلاد کی بدعت سب سے پہلے مصر کے فاطمیوں نے شروع کی انہوں نے دیکھا کہ عیسائی مسیح علیہ السلام کی پیدائش کے دن کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور اسے عید کی طرح خوشی کا دن مناتے ہیں اور ہر طرح کا کاروبار اور بازار بند رکھتے ہیں۔ان کی دیکھا دیکھی انہوں نے بھی میلاد رسول کی بدعت شروع کی ایک بدعت کے مقابلہ میں دوسری بدعت اور ایک منکر کے مقابلہ میں دوسری برائی اور منکر کو ایجاد کیا (رسائل ابن زید محمود ص ۱۹۸) درحقیقت اس جشن کے انعقاد کے پس منظر سیاسی استحکام تھا یہی وجہ ہے کہ جب فاطمیوں کا خاتمہ ہوا اور ان کا اقتدار باقی نہ رہا تو ان کی یہ شروع کی ہوئی بدعت بھی باقی نہ رہی جیسے ہی حکومت گئی ویسے ہی ان کی یہ بدعت بھی ختم ہوگئی۔اگر اس جشن کا دین کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا تو اہل مصر فاطمیوں کے بعد بھی اس جشن کو باقی رکھتے اور ہر سال اس کا انعقاد کرتے لیکن مسلمانوں نے ایسے نہیں کیا بلکہ اس جشن کو خیر باد کہہ دیا سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان کو شکست دے کر جب مصر فتح کیا تو ان کی دعوت کو بھی ختم کر دیا اور اس میں شریعت اسلام کا اجراء کیا جس سے اسلام کا اظہار کرنے والوں نے وہاں سکونت اختیار کی۔

(مجموع الفتاوی ص ۱۲۸ ا ج ۳۵)

ارض عراق میں احیاء: فاطمیوں کے خاتمہ کے ساتھ جب اس جشن کا بھی خاتمہ ہوگیا تو پورے عالم اسلام میں کوئی بھی علاقہ ایسا نہیں تھا جہاں اس جشن کا انعقاد عمل میں آیا ہو البتہ ساتویں صدی ہجری میں اس بدعت کا دوبارہ احیاء ابوسعید کوکبری کے ہاتھوں ہوا جو اربل کا حاکم تھا ابوسعید تصوف کا دلدادہ تھا اور صوفیوں کا پیروکار تھا اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ متاخرین صوفیہ نے دین کو بدعات سے کس طرح ملوث کر دیا تھا ان کے نظام میں اصل دین کم اور ان کی بدعات زیادہ ہیں اور پھر اتفاق یہ ہوا کہ ابوسعید کو ابو خطاب جیسا کذاب آدمی مل گیا جس نے بادشاہ کو جشن میلاد کے انعقاد پر لگا دیا اور یوں ابوخطاب کی کاوش سے کوکبری کی سرپرستی میں ساتویں صدی کے ربع اول میں اس جشن کا دوبارہ احیاء ہوگیا۔

ابوخطاب کا تعارف: ابوخطاب کا نام عمر بن حسن اندلسی ہے یہ خود کو صحابی رسول دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے نسب میں سے مشہور کرتا تھا لیکن اس کا یہ دعوی غلط تھا اور جو اس نے اپنا نسب بیان کیا وہ باطل ہے جو جناب دحیہ رضی اللہ عنہ تک نہیں پہنچتا۔یہ ائمہ کرام کے بارہ میں بکواس بکتا تھا۔مشائخ مغرب

نے اس کی جرح وتضعیف تحریر کی ہے یہ کذاب تھا حدیث میں جھوٹ بولتا تھا ابن نجار فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ان کا اس کے کذب وضعف پر اجماع ہے یہ اس سماع کا دعوی کرتا جو اس نے سماع نہیں کیا ہوتا تھا اس سے ملاقات کا دعوی کرتا جس سے اس نے ملاقات نہیں کی ہوتی تھی حافظ ابو الحسن بن مفضل فرماتے ہیں ابو خطاب ہمارے پاس اصفہان میں آیا میرے والد اس کی بڑی تکریم اور عزت کرتے تھے یہ ایک دن میرے باپ کے پاس آیا اس کے ہاتھ میں ایک سجادہ (مصلی) تھا اس نے اس مصلی کو بوسہ دیا اور زمین پر رکھ دیا اور کہنے لگا میں نے اس پر اتنے نوافل پڑھے ہیں اور کعبہ کے اندر اس پر بیٹھ کر اتنی بار قرآن ختم کیا ہے میرے والد نے وہ مصلی پکڑا اسے بوسہ دیا اور اپنے سر پر رکھا اور اسے خوشی اور سرور کے ساتھ قبول کیا اتفاقا دن کے آخر میں ہمارے پاس ایک اصبھانی آیا اس نے کہا تمہارے پاس جو مغربی فقیہ (ابو خطاب) آیا ہے اس نے اتنے روپوں میں بازار سے ایک بڑا خوبصورت مصلی خریدا ہے میرے والد نے وہ مصلی منگوایا اور اسے دکھایا وہ شخص کہنے لگا ہاں اللہ کی قسم یہی وہ مصلی ہے اس پر میرے والد خاموش ہو رہے لیکن ابو الخطاب کا مقام ان کی آنکھوں سے گر چکا تھا۔ ابن عساکر فرماتے ہیں روایت میں متہم ہے ابن حجر ناقل ہیں یہ اچھی تعریف کے لائق نہ تھا (لسان المیزان ص۲۹۲ تا ۲۹۸ ج۴ ملخصا مفہوما)۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ جشن میلاد کا انعقاد دو مختلف دوروں میں ہوا اور دونوں دوروں میں اس کا احیاء کرنے والے کذاب قسم کے لوگ تھے اور پرلے درجے کے کافر تھے جن کے کفر پر تمام امت مسلمہ کا اجماع تھا اور ثانی دور میں اس کے موجد بدعتی تھے اور جو اس کا سرغنہ تھا وہ حدیث میں متہم اور کذاب تھا گویا کہ اسلام میں اس جشن کا آغاز کرنے والے غیر معقول اور پایہ اعتبار سے ساقط تھے۔

جشن میلاد کار خیر نہیں: قبل ازیں ہم وضاحت کر آئے ہیں کہ جشن میلاد کا وجود رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک اور خلفاء راشدین صحابہ، تابعین عظام، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ کے ادوار میں سے کسی ایک دور میں نہیں تھا بلکہ خیر القرون میں بھی نہیں تھا بتا دو وہ کون سی چیز ہے جس کا وجود ان ادوار میں نہیں پایا جاتا تھا صحابہ کرام جو خیرات کی طرف سبقت لے جانے میں کبھی سستی اور تہاون کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے اور نیکی کے کسی امر، عمل اور معاملہ میں پیچھے نہیں رہتے تھے۔ اللہ کریم نے ان مقدس نفوس کے بارہ میں ہی فرمایا ہے "ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وَزَیَّنَهُ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ہم الراشدون" (الحجرات: ۷) اللہ تعالی نے تمہاری طرف ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کیا ہے اور تمہاری طرف کفر فسق اور نافرمانی کو ناپسند کیا ہے یہی لوگ ہیں کامیاب۔ صرف ایمان کو ہی ان کے لیے محبوب نہیں بنایا بلکہ ان کے ایمان کو کسوٹی اور میزان قرار دیا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں "فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اھتدوا" (البقرۃ: ۱۳۷) اگر یہ لوگ اس طرح ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو یہ ہدایت پا جائیں۔

جناب حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کل عبادۃ لم یتعبد ھا اصحاب رسول اللہ فلا تعبدوھا فان الاول لم یدع للاخر مقالا (الاعتصام ص۳۴۲ ج۲) ہر وہ عبادت جو صحابہ کرام نے نہیں کی تم بھی اسے نہ کرو بلاشبہ پہلوں (صحابہ) نے پچھلوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور امام مالک تو واضح فرماتے ہیں "فما لم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دینا (الاعتصام ص۳۳ ج۱) جو اس وقت دین نہیں تھا وہ آج بھی دین نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اگر جشن میلاد کار خیر ہوتا تو صحابہ کرام اس خیر سے قطعا محروم نہ رہتے بلکہ وہ جیسے دیگر نیکی کے افعال کی طرف سبقت لے جاتے تھے تو جشن میلاد کے انعقاد میں بھی یقینا وہ ضرور سبقت لے جاتے نیز اس کے کار خیر نہ ہونے کی ایک واضح وجہ یہ بھی ہے کہ اس کا آغاز فاطمیوں کے ہاتھوں سے ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ اس جشن میں بہت سی خرافات جمع ہو گئی ہیں عراق میں اس کا احیاء بھی قوالی اور بھنگڑے سے ہوا تھا اور پھر ہر دور میں جب بھی اور جس جگہ بھی یہ جشن منایا گیا اس میں ڈھول ڈھمکا رقص وسرود شامل رہا ہے اب تو صورت حال اس سے بھی مختلف ہوتی جا رہی ہے محافل میں مرد وزن کا اختلاط، آتش بازی، انڈین گانے، لہو ولعب اور مخالفین پر اس جشن میں عدم شمولیت کی وجہ سے لعن وطعن، بیت اللہ، مسجد نبوی اور دیگر مقامات کی شبیہات کا بنانا اور پھر انہیں مٹانا عام معمول بن چکا ہے اگر یہ کار خیر ہوتا تو اس میں اس قسم کے خرافات جمع ہو سکتے تھے اور پھر خرافات میں اضافہ کی جو رفتار ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جشن جو عقیدت واحترام کے نام سے عبادت کے طور پر منایا جاتا ہے خرافات کا مجموعہ بن کر رہ جائے گا بس اسی سارے پروگرام کی یہی حقیقت ہے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا شر سے خیر حاصل نہیں ہوتی۔ ☆☆☆

اعتذار

☆......مورخہ 11 تا 17 تاریخ کا مجلہ (پوسٹ آفس کی طرف سے اجازت نامہ نہ ملنے کیوجہ سے شائع نہ ہوسکا۔ اسلیے یہ شمارہ دو اشاعتوں پر مشتمل ہے۔

☆......تمام اہلحدیث بھائی تنظیم اہلحدیث کے متعلقہ مضامین خبریں بھیجنے کے لیے ای میل ایڈریس نوٹ فرمالیں۔

Abdulzahir143@yahoo.com

مروجہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جائزہ

تحریر: پروفیسر محمد عبداللہ کلیم ایم۔اے

رب ذوالجلال کی حمد وثنا اور سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ پر لاکھوں درود وسلام کے بعد توفیق اللہ تعالیٰ عید میلا النبی ﷺ کے بارے میں صحیح شرعی پوزیشن (position) پیش قارئین ہے اس موضوع پر گفتگو کرنے کی چنداں ضرورت تو نہ تھی کیونکہ یہ ایک مکتب فکر کا جشن ہے اور اس کے بارے میں ان کا اپنا ذہن اور اپنی فکر ہے لیکن کسی مولوی صاحب نے جشن میلاد النبی ﷺ کو شریعت کے مطابق ثابت کرنے کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے اور اسکے لئے اپنے خود ساختہ مختلف دلائل دیئے ہیں۔ جناب عالی مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ ولادت نبوی ﷺ کی تاریخ 12 ربیع الاول عام الفیل ہے اس پر کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔

اختلاف موجود ہے:

تاریخ ولادت نبوی ﷺ کے بارے میں جب مختلف معتبر مورخین کے حوالوں سے دیکھا جاتا ہے تو تاریخ پیدائش میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے جس سے مولوی صاحب کا دعویٰ غلط اور جھوٹ بنتا ہے۔ (۱) دو ربیع الاول بعض دو ربیع الاول کہتے ہیں (استیعاب از ابن عبدالبر) واقدی نے بھی یہی تاریخ ابو معشر نجیح بن عبدالرحمان مدنی سے نقل کی ہے۔ (۲) ۸ ربیع الاول، یہ قول حمیدی نے ابن حزم سے نقل کیا ہے۔ مالک، عقیل، یونس بن یزید وغیرہ نے بھی امام زہری از محمد بن جبیر بن مطعم سے بیان کیا ہے ابن عبد البرؒ نے مورخین سے اس کی تصحیح اور درست ہونا نقل کیا ہے۔ حافظ کبیر، محمد بن موسیٰ خوارزمیؒ نے بھی اس کو درست قرار دیا ہے اسی لئے ساتویں صدی ہجری میں میلاد کو ایجاد کرنے والا ابو سعید کوکبوری ایک سال ۸ ربیع الاول کو عید میلاد مناتا اور دوسرے سال ۱۲ ربیع الاول کو مناتا تھا۔

(اسلامی خطبات ج1)

(۳) ۱۰ ربیع الاول، حافظ ابن عساکرؒ نے یہ ابو جعفر الباقرؒ سے نقل کیا ہے نیز مجاہد نے شعبیؒ سے بھی ذکر کیا ہے۔ (۴) ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ ابن اسحاقؒ نے بیان کی ہے اور مصنف ابن شیبہ نے عفان، سعید، جابر اور ابن عباس سے بیان کی ہے اس تاریخ کے بارے میں اہل سنت کے نامور اور مشہور و معروف محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی 999 لکھتے ہیں۔

کہ ۱۲ ربیع الاول تاریخ ولادت مشہور ہے شیخ فرماتے ہیں کہ طیبی کا یہ بیان کہ تمام مسلمانوں کا ۱۲ ربیع الاول پر اتفاق ہے یہ محل نظر ہے یعنی اس پر اعتراض ہے (۵) ۱۷ ربیع الاول، ابن دحیہ نے بعض شیعہ سے نقل کیا ہے (۶) ۹ ربیع الاول، مصر کے مشہور ماہر فلکیات محمود پاشا نے دلائل سے یہ ثابت کیا ہے (ندوی)۔ (۷) رمضان المبارک، زبیر بن بکار کا قول ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت رمضان المبارک میں ہوئی (ربیع الاول میں نہیں) حافظ ابن عساکرؒ نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت ۱۲ رمضان المبارک میں ہوئی۔ (بحوالہ: سیرت النبی ﷺ امام حافظ عماد الدین ابن اکبرؒ متوفی ۷۷۴ھ) (۸) ۱۰ محرم، سرتاج الاولیاء، ولی کامل شیخ پیر عبد القادر جیلانیؒ (جن کی گیارہویں بڑے زور شور سے منائی جاتی ہے) اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں ۱۰ محرم لکھتے ہیں: (بحوالہ: غنیۃ الطالبین ص ۳۹۷ گیارہویں مجلس دسویں محرم کے فضائل، مشتاق بک کارنر الکرم، مارکیٹ اردو بازار لاہور) مندرجہ بالا ولادت نبوی ﷺ کی تاریخوں کے اختلاف کی موجودگی میں کس انصاف کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول یوم پیدائش میں کوئی اختلاف نہیں۔

جشن میلاد کا قرآن مجید سے ثابت کرنے کی جسارت:

اس کے لئے مولوی صاحب نے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی ہے کہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (آیت ۵۸ پ ۱۱ س یونس) اس سے پہلے اللہ نے فرمایا اے لوگو! تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور دلوں (کی بیماریوں) کے لئے شفا آگئی ہے اور ہدایت اور مومنوں کے لئے رحمت (آیت نمبر ۵۷) اس کے بعد آیت نمبر ۵۸ پر اے نبی ﷺ آپ فرما دیں، اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ۔ پس یہ لوگ خوشیاں منائیں، وہ اس سے بہتر ہے جو جمع کر رکھیں (آیت ۵۸) اب مولوی صاحب اپنی خود ساختہ تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ثابت ہوا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت

ملنے پر خوشی منانا اللہ تعالیٰ کا حکم، نیکی اور کار ثواب ہے۔ النبی ﷺ سے بڑھ کر اہل ایمان کے لئے اور کوئی بڑا فضل اور رحمت نہیں ہے۔ مولوی کی اس تشریح وتفسیر میں پہلی بات تو یہ ہے کہ اس آیت سے جشن عید میلاد النبی ﷺ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کسی نے بھوکے سے پوچھا ''دو اور دو'' کتنے ہوتے ہیں تو اس نے یہ کہہ دیا کہ دو اور دو چار روٹیاں بھائی یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبر ﷺ پر نازل ہوتی تھی اور صحابہ کرامؓ بھی پاس تھے تو کیا اس آیت کا مفہوم نہ خود پاک پیغمبر ﷺ نے جشن عید میلاد النبی ﷺ سمجھا اور نہ صحابہ کرامؓ کو سمجھایا؟ صرف مولوی صاحب کو چودھویں صدی میں یہ سمجھ آئی کہ اس سے مراد جشن میلاد النبی ﷺ ہے، مولوی صاحب کی اس خودساختہ تفسیر وتشریح کو ہم دیکھتے ہیں

صحابہ کرامؓ: نے اس آیت کی تفسیر وتشریح صحابی رسول ﷺ نے کیا سمجھی۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ جب عراق کا خراج حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو حضرت عمرؓ اس کو دیکھنے کے لئے نکل آئے۔ تو آپ کا خادم کہنے لگا کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہے۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا ایسا نہیں۔ ''اللہ تعالیٰ نے بفضل وبرحمہ کہہ کر'' قرآن اور اس سے استفادہ مراد لیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہاں فضل سے مراد قرآن اور رحمت سے مراد اسلام ہے بعض تابعینؒ نے اس سے ایمان اور قرآن مراد لیا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ان کو عام رکھا جائے اور قرآن وایمان واسلام بطریق اولیٰ مراد ہیں۔ (امام شوکانیؒ)

پیر محمد کرم شاہ بھیروی:

اہل سنت کے مایہ ناز مفسر اور نامور عالم دین مذکورہ آیت کے ضمن میں لکھتے ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مراد قرآن اور اس کی رحمت سے مراد دین اسلام ہے۔ قال ابو سعید الخدریؓ وابن عباسؓ فضل اللہ القرآن ورحمتہ الاسلام (ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ ایم۔ اے الازہر سجادہ نشین بھیرہ) اب قارئین فیصلہ کریں کہ صحابہ کرامؓ کی تفسیر مانی جائے یا اس مولوی کی؟ مولوی صاحب نے اس بھوکے آدمی کی طرح ''فلیفرحوا'' سے مراد فوراً جشن میلاد النبی ﷺ لے لیا ہے

لطیفہ: مولانا اشرف علی تھانویؒ نے شائقان متعہ کے متعلق لطیفہ نقل کیا ہے کہ یہ لوگ متعہ کے لئے بہانہ ڈھونڈتے ہیں جہاں میم، تاء، عین ان کو ملا انہوں نے اس سے متعہ ثابت کر دیا، مولوی صاحب نے بھی فوراً فلیفرحوا سے جشن میلاد النبی ﷺ ثابت کر دیا۔ (ہفت روزہ اہلحدیث 16 تا 22 اپریل 2010)

سوموار (پیر) کے دن کی اہمیت:

ترمذی شریف کی روایت کے مطابق حضرت رسول اکرم ﷺ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ جب ان ایام میں روزہ رکھنے کے بارے میں صحابہ کرامؓ نے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم. ترمذی۔ سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے تھے اور مجھے یہ پسند ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش کئے جائیں۔

اعمال کی پیشی:

اس حدیث سے صاف واضح ہے کہ سوموار کا روزہ رکھنے کی اصل وجہ اعمال کی پیشی ہے نہ کہ ولادت۔ دوسری روایت جو مسلم شریف کی ہے۔ اس میں صرف سوموار کے روزہ کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ذاک یوم ولدت فیہ ویوم بعثت او انزل علی فیہ اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھے نبوت ملی یا مجھے پر قرآن نازل کیا گیا۔ (مسلم کتاب الصیام)

یوم پیدائش:

یہ روایت مولوی صاحب نے بھی پیش کی ہے۔ اور اس سے عید میلاد النبی ﷺ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے مولوی صاحب کی پیش کردہ حدیث کو مدنظر رکھنے سے جو واضح ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے: ۱۔ نبی پاک ﷺ نے سوموار یوم پیدائش کی خوشی میں روزہ رکھا ہے (صرف روزہ): ۲۔ ترمذی شریف کی روایت سے بھی سوموار یعنی یوم پیدائش کی خوشی میں روزہ رکھنا واضح ہے۔ ۳۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ سوموار کا دن پاک پیغمبر ﷺ کا یوم پیدائش ہے ۱۲ ربیع الاول نہیں۔ کسی صحیح حدیث سے بھی یہ ثابت نہیں کہ پاک پیغمبر ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول کا اس لئے روزہ رکھا ہو کہ ۱۲ ربیع الاول میرا یوم پیدائش ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک سوموار پیدائش کا دن ہی محبوب تھا جس کی وجہ سے آپ ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھا کرتے تھے۔ ۱۲ ربیع الاول کے بارے میں کچھ بھی آپ سے منقول نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی خوشی منائی۔ مولوی صاحب کو دیانتداری سے کام لیتے ہوئے صاف صاف بتانا چاہیے تھا کہ نبی پاک ﷺ ۱۲ ربیع الاول کو روزہ نہیں رکھتے تھے بلکہ حدیث کے مطابق سوموار کو روزہ رکھتے تھے کیونکہ ۱۲ ربیع الاول بالتصریح آپ کا یوم پیدائش نہیں تھا اہمیت سوموار کے دن کی ہے ۱۲ ربیع الاول کی نہیں (۴) مولوی صاحب کی پیش کردہ ابوقتادہ کی روایت جہاں

مولوی صاحب نے سوموار کا روزہ ۱۲ ربیع الاول کے حوالہ سے الگ کیا ہے وہاں یوم نزول وحی کی بات کیوں نہیں جبکہ بعض مورخین پاک پیغمبر ﷺ کا یوم پیدائش رمضان المبارک میں مانتے ہیں۔ان کا استدلال بھی یہ ہے کہ آپ ﷺ کا یوم پیدائش رمضان المبارک میں ہے۔کہ نبی اکرم ﷺ پر وحی رمضان المبارک میں نازل ہوئی۔اور مولوی صاحب نے بھی یوم قرآن تسلیم کیا ہے۔

لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کی پیدائش کا دن یوم قرآن مان لیا جائے تو ربیع الاول کا مہینہ بالکل ہی نکل جاتا ہے۔جبکہ مولوی صاحب کی چالاکی یہ ہے کہ یوم قرآن اور یوم میلاد ایک ہی تسلیم کرتے ہیں مولوی صاحب کی ایسی ٹامک ٹویاں مارنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کا دن بطور عید میلاد النبی ﷺ ثابت کرنے کا مفروضہ بہت ہی مضحکہ خیز ہے۔اور ایک مذہبی رہنما کی شان کے خلاف ہے مذہبی پیشوا کا فریضہ یہ ہے کہ جو چیز قرآن اور صحیح حدیث پاک سے ثابت ہو وہی بیان کرے اور عوام کی صحیح رہنمائی کرے۔توڑ موڑ کر غلط رہنمائی نہ کرے۔(۵) سوموار کے دن کا روزہ رکھنے سے امام کائنات حضرت رسول اکرم ﷺ کا عمل (سنت) صرف یہی ہے کہ اس دن سوموار کو روزہ رکھا جائے اور یہ سنت ہے اس پر عمل کیا جانا محبت رسول ﷺ اور اتباع رسول ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔اس لئے مورخین کے نزدیک سوموار کا دن ۱۲ ربیع الاول کو آتا ہی نہیں۔(۶) مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ پاک پیغمبر ﷺ کی سنت سے تجاوز کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے اسلام نے اتباع رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا ہے۔قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (پ ۳ سورہ بقرہ)

آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ (پ ۲۶ س محمد) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور ان کا خلاف کر کے اپنے اعمال ضائع نہ کرو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک پیغمبر محمد ﷺ سے تجاوز کرنے سے منع فرمایا۔يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ ۲۶ حجرات) اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پیش قدمی نہ کرو۔حضرت ابن عباسؓ نے اس جملہ کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے کہ لا تقولوا خلاف الكتاب والسنه کہ کتاب وسنت کے خلاف مت کہو۔(ضیاء القرآن) یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو نہ قول میں نہ فعل میں (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن مع خزائن الفرقان)

بات واضح ہے کہ نبی پاک ﷺ نے سوموار کو اس لئے روزہ رکھا کہ (۱) آپ ﷺ کی پیدائش اس دن ہوئی (۲) اس دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔تو کیا مولوی صاحب کے نزدیک نعوذ باللہ من ذالک نبی پاک ﷺ کا اتنا عمل یوم کی خوشی میں کم تھا؟ (۲) کیا نبی پاک ﷺ نے نعوذ باللہ من ذالک اس دن کی اہمیت کو نہیں سمجھا کہ اس دن (سوموار کو جشن میلاد النبی ﷺ نہ خود منایا اور نہ صحابہ کرام کو حکم دیا؟ نبی پاک ﷺ نے اپنے عہد میں دو عیدیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) منائیں جو آج تک جاری ہیں اور اس میں اسی لئے کوئی اختلاف نہیں کہ ان کے لئے نبی پاک ﷺ کا عمل روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگر عید میلاد النبی ﷺ آپؐ نے منائی ہوتی تو اس میں بھی کوئی اختلاف نہ ہوتا۔پھر مسئلہ بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صرف سوموار کے دن کو بیان فرمایا ہے ۱۲ ربیع الاول کا کہیں ذکر نہیں کیا۔اس کے بارے میں ذکر ہو بھی کیسے سکتا ہے۔جبکہ آنحضرت ﷺ کے یوم پیدائش میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے ابو داؤد کی روایت کے مطابق جب نبی اکرم ﷺ سے مدینہ میں دو خوشی کے دنوں کا ذکر کیا گیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا آپ کے لئے عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو خوشی کے دن ہیں آپ ﷺ نے کسی اور تیسری عید کا ذکر نہ کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام میں تیسری کوئی عید نہیں ہے۔

جلوس کی بات:

مولوی صاحب نے عید میلاد کے جلوس کے لئے عام جلوسوں کا حوالہ دیا ہے۔اگر انسان میں تھوڑی سی بھی Singe یعنی سمجھ ہو تو وہ ان جلوسوں کا حوالہ نہیں دے سکتا۔عام بازاری جلوسوں کا اسلام سے کیا تعلق ہے۔وہ تو لوگ اپنے مطالبات کے لئے احتجاج......کرتے ہیں۔وہ لوگ تو آپ کی خاطر یا سنت سمجھ کر جلوس نہیں نکالتے۔جبکہ میلاد النبی ﷺ کا جلوس ثواب سمجھ کر نکالا جاتا ہے اور یہ احداث ہے۔جس کے بارے میں پاک پیغمبر ﷺ نے فرمایا من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (بخاری) جس نے ہمارے اس (دین کے) کام میں ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے اور آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ایاکم المحدثات دین میں نئی نئی باتوں اور کاموں سے بچو۔نبی پاک ﷺ کے بعد میں جاری ہونے والے وہ کام یا اعمال جو ثواب سمجھ کر کئے جائیں وہ

احداث فی الدین میں آتے ہیں۔

عید میلاد النبی ﷺ کا سن ایجاد:

مولوی صاحب نے اس حقیقت کو خود تسلیم کیا ہے، کہ "ملک مظفر (شاہ اربل) جو ایک نہایت متقی، پرہیز گار، اور سخی آدمی تھا جو محافل میلاد النبی گا انعقاد نہائت تزک واحتشام سے کرتا تھا، اور جشن میلاد النبی ﷺ کا وسیع انتظام کرتا تھا۔ ملک مظفر 586ھ میں بابل شہر کا گورنر بنا اور اس نے 604ھ میں میلاد ایجاد کیا۔ اور اس کا معاون شیخ عمرو بن محمد ہے جو ایک مجہول شخص ہے نہ محدثین میں سے نہ آئمہ مجتہدین میں سے اور نہ فقہاء میں سے تھے۔ (بحوالہ: اسلامی خطبات ج ا) لہٰذا یہ بہت تلخ حقیقت تسلیم کرنی پڑے گی۔ کہ نبی پاک ﷺ، عہد میں اور صحابہؓ اور تابعینؒ کے دور میں پورے عالم اسلام میں کہیں بھی عید میلاد النبی گا رواج نہ تھا۔ جہاں تک میرا مطالعہ ہے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور فقہ حنفی کی کسی بھی معتبر کتاب میں جشن عید میلاد النبی ﷺ کا وجود نہیں ہے۔ اہل اسلام یہ خود فیصلہ کریں کہ جو عمل نبی پاک ﷺ سے چھ سو سال بعد بنایا گیا وہ دین کا حصہ کیسے بن گیا اور ثواب کیسے ہوا؟۔

ہجرت کے استقبال سے دلیل:

مولوی صاحب نے امام کائنات حضرت رسول اکرم ﷺ کی ہجرت کے وقت مدینہ منورہ میں آمد کے موقع پر استقبال کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اس میں نہ (ا) مولوی صاحب کی ادھر ادھر کی باتیں۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا کے مصداق ہے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ نبی پاک ﷺ کے دور سے لے کر امام ابوحنیفہ اور دیگر آئمہ ثلاثہ اور 600 تک عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کا بالکل کوئی وجود نہ تھا۔ تو پھر مزید کہنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ مزید برآں۔

جشن میلاد النبی ﷺ کے بارے میں آئمہ کا مسلک۔ امام احمد بصریؒ اپنی کتاب "قول معتمد" میں لکھتے ہیں۔ قد اتفق علماء المذاهب الاربعة علىٰ ذم العمل به یعنی چاروں مذاہب کے علماء کا اس عمل کی براتی پر اتفاق ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں (اسلامی خطبات حصہ اول مولانا عبدالسلام قیوم) اگر نبی اکرم ﷺ اس زمانہ میں زندہ ہوتے اور میلاد کی ان مجلسوں کو دیکھتے تو ہرگز پسند نہ کرتے بلکہ منع فرماتے (نور الیقین مکتوب ۲۷۳) [بحوالہ: اسلامی خطبات]

(۲) بقول مولوی صاحب اگر ہجرت مدینہ میں استقبال کے وقت مکانوں اور گلیوں وغیرہ کو بہت سجایا (Decorate) کیا گیا تھا۔ تو مولوی صاحب کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ رب کائنات نے ان عالیشان عمارات، کے بجائے مکانوں کی طرف نظر التفات نہ کرتے ہوئے ایک غریب اور سادی شخص کی رہائش گاہ کا انتخاب کر لیا۔ اور سرور عالم کی میزبانی کا شرف حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مقدر میں آیا۔ علاوہ ازیں نبی پاک ﷺ کی آمد مدینہ کے موقع پر صرف ایک بار استقبال ہوا۔ تو کیا حدیث یا تاریخ سے یہ ثابت ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ ہر سال اس دن استقبال جلوس نکالا کرتے تھے۔ اب ہمارے ہاں جو نبی پاک ﷺ کی آمد کے جلوس نکالے جاتے ہیں تو نبی پاک ﷺ کیا تشریف لاتے ہیں؟ مدینہ میں مکہ میں یا پاکستان میں مترم ۱۲ ربیع الاول یوم پیدائش کے بارے میں اختلاف کثیر ہے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ امام مسلمؒ، اور امام ابوداؤدؒ نے حضرت ابو قلابہؓ سے روایت کی ہے۔

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دوشنبہ (سوموار) کے دن پیدا ہوا ہوں۔ اور سب کا اتفاق ہے کہ سوموار کا دن ۹ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ سے مطابقت نہیں رکھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری جج ریاست آف پٹیالہ نے رحمۃ للعالمین میں اور حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ نے سیرت النبی ﷺ اور علامہ رشید رضا مصری نے الوحی المحمدی میں ۹ ربیع الاول میں کو صحیح قرار دیا ہے لیکن ۱۲ ربیع الاول حضرت رسول اکرم ﷺ کا بالاتفاق یوم وفات ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار ہے اور اسی میں وفات شریف ہے۔ (ملفوظات حصہ دوم ص ۲۲۰) لہٰذا اس دن جشن منانا عقلاً بھی درست نہیں یوم پیدائش سوموار کو نہ غم نہ سوگ نہ جشن، صرف سوموار کا روزہ صحیح کیونکہ سنت ہے۔

خلاصہ کلام:

امام کائنات محبوب کبریا ﷺ نے بروز سوموار اپنا یوم پیدائش ہونے کی بدولت خوشی کا اظہار صرف روزہ کی عبادت سے کیا۔ اس کے علاوہ آپ سے اور کوئی عمل ثابت نہیں جبکہ ہمارے ہاں آج کل آپ کی سنت (روزہ) پر عمل کرنے کی بجائے جشن منانے اور گل شرے اڑانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور یہ دین میں اضافہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو افراط و تفریط سے بچ کر جتنا عمل آنحضرت ﷺ نے، کیا ہے یا کیا ہے اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے کیونکہ یہی دین اسلام ہے آمین نبی پاک ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول کے دن اپنی پیدائش کے سلسلہ میں کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ ۱۲ ربیع الاول کے دن کسی قسم کی خوشی کا اظہار کیا۔

معشر شباب کے نام

ابو ثوبان محمد سلیمان شاکر (گوجرانوالہ)

حیات انسانی تین ادوار پر مشتمل ہے، بچپن، جوانی اور بڑھاپا، ان میں اول اور آخر الذکر ادوار کسپرسی، ضعف وناتوانی کا دوسرا نام ہیں، لہٰذا اس عارضی جائے قیام میں آخرت کی تیاری کے لئے درمیانی عرصہ حیات موزوں ترین ہے جسے ہم جوانی کہتے ہیں۔ نوجوان نسل کی ہر دور میں قدر وقیمت اور اہمیت ایک فطری تقاضا ہے کیونکہ یہ معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور قرآن مجید نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا یوسف علیہ السلام، سیدنا یحیٰی علیہ السلام، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، اصحاب کہف اور دیگر کئی ایک نوجوانوں کا بے مثل کردار پیش کر کے اس مسلمہ حقیقت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔ اگر معشر شباب بے راہ روی کی ڈگر پہ چل نکلیں تو پھر بھی قرآن قوم لوطؑ کی تباہی وبربادی کو بطور عبرت پیش کر کے ہم سے مخاطب ہے: فاعتبروا یاولی الابصار.

تاریخ عالم کی ورق گردانی سے یہ بات بخوبی ہمارے احاطہ علم میں آسکتی ہے کہ اقوام سابق کے عروج وزوال میں نوجوان نسل کا نمایاں کردار رہا ہے اور کسی بھی ملک یا قوم کی ترقی وتنزلی ہمیشہ اسی معشر شباب پر منحصر ہے۔ اگر یہی لوگ پابند صوم وصلوۃ اور زہد وتقوی کی چادر اوڑھ لیں تو پہاڑوں کے دل دہلا کر دریاؤں کے رخ موڑ سکتے ہیں۔ ایمان، شرم وحیا اور اعمال صالحہ جیسے انمول موتیوں کو سمیٹے یہ جب میدان عمل میں اترتے ہیں تو ان کے مستحسن کردار سے نوشتہ تقدیر تک بدل جاتا ہے اور اگر یہی طبقہ مذکورہ بے حیائی، فحاشی وعریانی کے مرتکب ہو کر خواب ابلیس کو شرمندۂ تعبیر کرنا شروع کر دیں تو معاشرہ کمیونسٹ اور جہنم زار بن جاتا ہے۔

اقوام کے مستقبل، ذاتی اور اجتماعی امور کی مناسبت سے یہ طبقہ دو حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے معشر شباب کا ایک طبقہ وہ ہے جس کا مقصد حیات شراب وشباب، رنگ وسرور، مال ودولت اور شہرت ہے جبکہ دوسرا طبقہ دین کے لئے قربانی دینے اور عالم دین بن کر اصلاحی تحریکیں بپا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے تاکہ وہ اسلام کے غازی اور مجاہد بن کر اسلام کی بنجر زمین کو اپنے مقدس لہو سے شاداب کر دیں، جوانی جیسی نعمت عظمٰی کے ملتے ہی کچھ لوگ دنیاوی عیش ونشاط پانے کے لئے اپنی آخرت داؤ پہ لگا دیتے ہیں اور بعض وہ خوش نصیب جن کی آرزو یہ ہوتی ہے کہ وہ متقین، صالحین لوگوں میں شمار ہو کر دائمی عیش وعشرت والی جنت کے باسی بن جائیں

مسلم نوجوان کی راتیں ہمیشہ اللہ کی عبادت کرتے، آتش جہنم کے خوف سے آہ وبکا کرتے اور امت مسلمہ کے مصائب ومشکلات کے غم میں تڑپتے گزرتی ہیں جبکہ بدنصیب نوجوان جو اپنے بدکار محبوب کی جدائی میں راتوں کی نیندیں حرام کر لیتا ہے۔ یاد رکھئے! روز محشر ان لوگوں سے زندگی کی ایک ایک سانس اور جوانی کے بیتے ایک ایک لمحہ کا حساب ہوگا۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لاتزول قدماابن آدم یوم القیمة من عند ربه حتی یسئل عن خمس ،عن عمره فیما افناه وعن شبابه فیما ابلاه وعن ماله من این اکتسبه وفیما انفقه وماذاعمل فیما علم قیامت کو انسان اپنی جگہ سے نہ ہل سکے گا یہاں تک کہ پانچ سوالوں کا جواب نہ دے دے (۱) عمر کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اسے کہاں ضائع کیا (۲) جوانی کہاں اور کیسے گزاری (۳) مال کیسے کمایا (۴) مال کہاں خرچ کیا (۵) جس مسئلہ کی بابت علم تھا اس پر کتنا عمل کیا؟ [جامع ترمذی، کتاب صفة القیامة، رقم الحدیث: 2416]

پس معلوم ہوا کہ زندگی میں سب سے زیادہ ذمہ داریاں حالت جوانی میں ہی عائد ہوتی ہیں اور اگر اس دور شباب کو عربی ضرب المثل ,,الشباب شعبة من الجنون،، کی عملی تصویر بنانے کی بجائے اس بشارت حدیث کا مصداق بنا دے ,,وشاب نشأ فی عبادة الله،، تو پھر حدیث میں موجود ہے: جو جوان اپنی جوانی عبادت میں لگا دے وہ قیامت کے دن عرش عظیم کی ٹھنڈی چھاؤں میں محو آرام ہوگا۔ [صحیح بخاری کتاب الزکوة، رقم الحدیث 1423 عن ابی ہریرة]

شریعت مطہرہ نے اطوار حسنہ کی تاکید کے ساتھ جس نہج پر معشر شباب کی تربیت کی ہے اس کا مقصود حاصل تو یہی ہے کہ مسلم نوجوان روحانی اخلاقی (Moral)، عقلی (Intelectual)، جسمانی نفسیاتی (Phsyclogical) اور تمام تر شخصی کمالات (Individual qualities) سے مزین ہو کر تحریک احیائے دین کے ہراول دستے کا کام دیں اسی لئے اگر قرآن حکیم نے غض بصر اور تحفظ غیرت کا درس دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان حکیمانہ الفاظ کے سانچے میں ڈھل جانے کی ترغیب فرمائی: یـمعشر الشباب من استطاع منکم الباه فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطیع فعلیه باالصوم

فانہ لہ وجاء. اے نوجوانوں کی جماعت! اگر تم میں سے کوئی شادی کی ہمت رکھتا ہے تو ضرور کرے کیونکہ یہ آنکھیں نیچی رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کا سبب ہے اور جسے شادی کی قدرت نہ ہو وہ روزے رکھے کیونکہ یہ (روزہ) شہوت کو توڑتا ہے۔[صحیح بخاری ، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 5065 صحیح مسلم، رقم الحدیث : 3384]

صحابہ کرامؓ وہ نفوس قدسیات ہیں جنہوں نے بنفس نفیس آنحضرت ﷺ سے کسب فیض حاصل کیا۔امام ابن تیمیہؒ کردار صحابہؓ کے ضمن میں یوں رقمطراز ہیں: مجموعی حیثیت سے انبیاء کرام کے بعد افراد انسانی کا کوئی مجموعہ اور انسانوں کی کوئی نسل سیرت وکردار میں صحابہ کرامؓ سے بہتر نظر نہیں آتی۔

بقول سید ابوبکر غزنویؒ: صحابہ کرامؓ وہ نفوس قدسیات ہیں جن کو اللہ نے سید الاولین والآخرین ﷺ کی صحبت کے لئے چن لیا اور جن کے بارے میں اللہ کی یہ مشیت ہوئی کہ وہ خاتم النبیین ﷺ سے براہ راست فیض حاصل کریں اور رسول اللہ ﷺ خود ان کا روحانی تزکیہ کریں۔

بقول مولانا ماہر القادریؒ: رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد صحابہ کرامؓ نے اللہ کے دین کی جس خلوص ودردمندی کے ساتھ خدمت، حفاظت اور اشاعت کی اس کا اعتراف ہمارے ایمان کا تقاضا ہے، یہ پاکباز ہستیاں امت اسلامیہ کے محسنین ہیں انکے احسان کو بھلانے اور مسخ کرنے کی کوشش دلوں کو ہی نہیں چہروں کو بھی مسخ کر دیتی ہے۔تمام صحابہ کرامؓ ستاروں کی مانند ہیں اور یہ وہ روشن ستارے ہیں جن کو دیکھ کر سفینہ امت کے لئے منزل مقصود کا رخ متعین ہوتا ہے۔

جوانی کے عالم میں ان کی شرم وحیا کا یہ عالم تھا کہ جب قبیلہ بنو طے پر حملہ ہوا تو سردار عدی بن حاتم فرار ہو گیا اور اس کی ہمشیرہ قبیلے کے دیگر افراد کے ساتھ قید ہو کر مدینہ طیبہ لائی گئی رسول اللہ ﷺ سے جب اس عورت نے اپنے باپ کی سخاوت کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ازراہ ہمدردی اسے نا صرف آزاد کیا بلکہ صحابہ کرامؓ کی ڈیوٹی لگائی کہ اسے عزت واحترام سے اس کے علاقہ تک پہنچایا جائے ،شرم وحیا کے پیکر، زہد وتقوی کی دولت سے سرشار اور علم وعمل کی وہ چلتی پھرتی داستانیں حضرات صحابہؓ جب اسے اس کے بھائی تک لے گئے تو عدی نے پہلا سوال یہ کیا کہ اے بہن! اتنے دن تیرے غیر مردوں میں گزرے ہیں بتلا تیری عزت بھی محفوظ ہے یا نہیں؟ اس نے جو جواب دیا وہ نا صرف کردار صحابہؓ کے نوشتہ میں ایک نئے باب کی حیثیت سے سرخرو ہوا بلکہ قیامت تک کے نوجوانوں کو تفکرات کی ایسی روشن راہ سے آشنا کروا گیا جس کا بدلہ عرش الٰہی کا سایہ اور ثمرات بہشت بریں ہے کہنے لگی عدی! آج میری عزت کا خیال جاگزیں ہوا؟ تب تیری غیرت کہاں تھی جب تو بہن کو تنہا چھوڑ کر بھاگ نکلا، رہی بات محمد عربی ﷺ کے ان جانثاروں کی تو خدا کی قسم! جو شرم وحیا مجھے ان کی آنکھوں میں دکھائی دی وہ آج تک تیری نظروں میں بھی نہیں دیکھی۔

افسوس صد افسوس! کہ ہم ایسے پاکباز اسلاف کے ناخلف ہیں جن کے کردار جمیلہ اور اوصاف حمیدہ کی شہادتیں غیر مسلم دیتے رہے، ہم اس بزم ارجمنداں سے چشم پوشی کر کے اغیار کی تہذیب کے دلدادہ بن گئے غیرت وعزت کے ان روشن میناروں کو چھوڑ کر ہم نے یہود ونصاری اور ہنود کو اپنا Ideal بنالیا۔کبھی 17 سالہ محمد بن قاسمؒ ایک مسلم بہن کی فریاد پر عزتوں کو نوچنے والے درندوں کے ناپاک لشکروں میں صف ماتم بچھا دیتا اور کبھی صلیبی جنگوں کا واویلا کرنیوالے عیسائیوں کو صلاح الدین ایوبیؒ پاؤں کی ٹھوکروں میں حرف غلط کی طرح مٹا دیتا۔لیکن آج کا نوجوان مغربی ثقافت اور کلچر کو اپنا کے روشن خیالی کے نام پر اسلام کے ان شاہینوں اور حریت دین کے ان شیروں کی ارواح مقدسہ کو تارتار کر رہا ہے۔

جہالت اور مغربی غلامی کی تاریکی میں ڈوبے نام نہاد مسلم نوجوانوں قرطاس ماضی میں کبھی 25 سالہ مسلم نوجوان عبدالرحمٰن کو تلاش کر جس نے اندلس میں مملکت اسلامیہ کی بنیادیں استوار کر کے کفر کی اندھیر نگری میں ڈوبے یورپ کو چکا دیا جبکہ تو اپنی بداعمالیوں سے اسلام کی فروزاں شمع کو گل کرنے پہ اتر چکا ہے۔تجھے احمد شاہ ابدالیؒ کے دست غیرت میں مرہٹوں کو صفحہ ہستی سے مٹاتی تلوار نظر کیوں نہیں آتی جو آج تو کرکٹ بیٹ اور آلات موسیقی کو اپنے ہاتھوں کی زینت بنا چکا......؟

کیا تجھے اپنے ازلی دشمن مکار ہندو پر شاہینوں اور شہبازوں کی طرح جھپٹتا شہاب الدین غوریؒ نظر نہیں آتا؟ جو آج تو رسم حنا سالگرہ اور بسنت جیسے اخلاق سوز تہوار منا کر ان سے ہم آہنگی کا اعلان کر رہا ہے۔

کاش! تو افریقہ کے تپتے صحراؤں میں علم توحید بلند کرتے قیس بن مروانؒ کی جوانی کو دیکھ لیتا تو آج تیری راتیں تھیٹروں، نائٹ کلبوں اور غلیظ محفلوں میں برباد نہ ہوتیں۔تیری قوت سماعت راگ رنگ کی قبیح محافل کی نظر ہو گئی اور تو حیا باختہ رقاصاؤں کے گھنگھروں کی منحوس آواز میں ایسا مست ہوا کہ تجھے قتیبہ بن مسلمؒ کے نعروں سے اغیار کے محلات لرزہ براندام ہوتے اور کفر کے برجوں میں زلزلے برپا ہوتے بھی سنائی نہ دیئے جو یقینا تیرے ایمان کو جلا بخشنے کا سبب ہوتے۔

(بقیہ: ص13)

شرکِ اکبر

مولانا رحمت اللہ ڈوگر

اگر کوئی انسان قبر، شجر، حجر، دیوی، دیوتا، شاہ وگدا، نیک وبد وغیرہ کی پرستش وبندگی نہیں کرتا تو یہ اس کے لیے بہت بڑی سعادت کی بات ہے جو بھی اللہ رب العزت کو وحدہ لاشریک مانتا اور صرف اسی کی عبادت کرتا ہے یہ بہت ہی خوش بختی کی علامت ہے کیونکہ وہ دین قیم پر کاربند ہے۔

درحقیقت دین حنیف یہی ہے کہ اپنے مالک حقیقی اور منعم دائمی کی عبادت میں غیر کو شریک نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور رب تعالیٰ کی ربوبیت میں دوسروں کو شامل نہ کرنا۔ لائق مبارک ہے وہ انسان جو اپنے رب کے آخری اور قطعی پیغام قرآن ذیشان کلام رحمٰن کے مطابق عقیدہ اور عمل رکھتا ہے، ارشاد ربانی ہے: والھکم الہ واحد لا الہ الا ھوالرحمن الرحیم ٥ ''اور تمہارا معبود رحمٰن ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا نہایت مہربان ہے'' (البقرہ: ۱۶۳ پ ۲ رکوع ۳)

مفسر بریلویہ نعیم الدین مراد آبادی تفسیری حاشیہ پر ''کنزالایمان بنام فضائل القرآن فائدہ نمبر۲۹۱'' میں لکھتے ہیں کہ کفار نے سید عالم ﷺ سے کہا آپ اپنے رب کی شان وصفت بیان فرمایئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور انہیں بتادیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے، نہ وہ متجزیٰ ہوتا ہے (اس کے اجزا نہیں ہوسکتے) اور نہ منقسم (تقسیم بھی نہیں ہوسکتا)۔

مطلب صاف ہے کہ اس کے متجزے نہیں ہوسکتے، نہ اس کے لیے مثل نہ نظیر۔ الوہیت وربوبیت میں اس کا کوئی بھی شریک نہیں، وہ یکتا ہے اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا ہے، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے، کوئی اسکا قسیم نہیں، اپنی صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شریک نہیں

ابوداؤد اور ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک مذکورہ بالا آیت اور دوسری الم اللہ لا الہ الا ھوالحی القیوم ہم نے دیگر مفسرین کرام کا ترجمہ وتفسیر صرف اس لیے پیش نہیں کی کہ ہمارے مہربان دوست ''نور من نور اللہ'' اور اسی طرح مختلف نظریات رکھتے ہیں مثلاً

جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر
اتر پڑا مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

بالکل اسی طرح اپنے بزرگوں، بڑوں، پیروں کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں جیسا کہ مشہور شعر ہے۔

چاچڑ وانگ مدینہ دسے کوٹ مٹھن بیت اللہ ھو
ظاہر دیوچ پیر فریدن باطن دیوچ اللہ ھو

یعنی مجھے اپنے مرشد ومربی کا مسکن چاچڑاں اور کوٹ مٹھن مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرح نظر آتے ہیں۔ یعنی ظاہری طور پر تو ہمارے پیر غلام فرید انسان ہیں، آدمی دکھائی دیتے ہیں لیکن درحقیقت وہ اللہ ہی ہیں (استغفر اللہ) اسی طرح کہیں بزرگان دین کو الٰہی صفات واختیارات تفویض کیے جاتے ہیں کہیں اللہ کا جز (حصہ partner) بنادیا جاتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کو بے اختیار کردیا جاتا ہے، جس طرح عموماً بڑے زور شور کے ساتھ یہ شعر پڑھا جاتا ہے کہ

خدا کے پلڑے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ لینا ہو لے لیں گے محمد ﷺ سے

اے میرے مرشد ومربی میں نے آپ کو اس لیے سجدہ کیا ہے کہ مجھے آپکے اندر اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) حالانکہ سجدہ کرنا عبادت ہے جو کہ صرف رب العالمین کا ہی حق ہے۔ جبکہ تعظیمی سجدہ بھی علمائے بریلویہ نے اس امت کے لیے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔ (اب پتہ نہیں یہ عقیدت مند حضرات کیا سمجھ کر اپنے مرشدوں کو سجدہ کرتے ہیں)

حوالہ پیش خدمت ہے، سورۃ البقرہ آیت ۳۴، فائدہ ۶۱ عنوان مسئلہ تفسیری حاشیہ خزائن۔۔۔ علی کنزالایمان ''سجدہ دو طرح کا ہوتا ہے۔''

۱۔ ایک سجدہ عبادت جو بعقیدہ پرستش کیا جاتا ہے۔ ۲۔ دوسرا سجدہ تحیت جس سے مسجود کی تعظیم منظور ہوتی ہے نہ کہ عبادت۔ مسئلہ سجدہ پر عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی خاص ہے یہ کسی اور کے لیے نہیں ہوسکتا اور نہ ہی شریعت مطہرہ نے کسی بھی صورت میں اس کی اجازت دی ہے۔

آگے دلائل سے مفسر بریلویہ نے ثابت کیا ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کیا گیا تھا وہ سجدہ عبادت نہیں بلکہ سجدہ تحیت تھا۔ (تعظیمی سجدہ تھا) اور صرف جھکنا نہ تھا بلکہ مکمل سجدہ کی طرح پیشانی زمین پر رکھ کر۔ مسئلہ کے عنوان پر مزید لکھتے ہیں کہ (رکوع کی طرح) سجدہ تحیت (تعظیمی) پہلی شریعتوں میں جائز تھا لیکن ہماری شریعت میں منسوخ کیا گیا اب کسی کے لیے جائز نہیں، کیونکہ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق کو نہ چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔ (بحوالہ مدارک حاشیہ خزائن۔۔ علی ترجمہ کنزالایمان از سید المفسرین فرقہ بریلویہ نعیم الدین مراد آبادی)

قارئین کرام! غور طلب مقام ہے کہ اکابرین بریلویہ تو تعظیمی

سجدہ بھی امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی روا نہیں رکھتے، جبکہ ہمارے مہربان بھائی ہیں جو خود ساختہ مرشدوں، پیروں، فقیروں، ملنگوں کو سجدہ کر کے فخر محسوس کرتے ہیں، (تعظیمی سجدہ تو درکنار سجدہ عبادت سے بھی گریز نہیں کیا جاتا)، بڑے بڑے گدی نشینوں کے آستانے اور بزرگوں کے مزار اس پر شاہد ہیں کہ اس قبیح اور غیر شرعی (جن کا دین اسلام سے دور تک کا بھی واسطہ نہیں) عمل پر ذمہ داران علمائے بریلویہ کی چشم پوشی اور لاپرواہی چہ معنی؟؟ آپ خود ہی اپنی اداؤں پر غور کریں اگر ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

معزز قارئین کرام! اگر یہ شرک اکبر نہیں تو شرک کہتے کسے ہیں؟ کوئی سمجھائے کہ ہم سمجھائیں کیا؟ ہمارے کانوں میں تو مولانا حالیؒ پانی پتی کی آہ فغاں جو انہوں نے اس بے راہ رو قوم کی حالت دیکھ کر سنائی دے رہی ہے:

کرے گر غیر کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
جھکے آگ پر ہر سجدہ تو کافر
مگر مومنوں میں کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو چاہیں تو خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کر مانگیں دعائیں
قبروں پر جا جا کے نذریں چڑھائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

قارئین کرام! اللہ رب العزت کی الوہیت کا مسئلہ اتنا اہم اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سوا لاکھ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد صرف یہی بیان فرمایا ہے۔ سورۃ الانبیاء، آیت ۲۵ پارہ ۱۷ "وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون" "اور ہم نے اس سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرنا"

حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ توحید خالص ہر امت کے لیے فرض ہے، شرک کی کسی امت میں کسی کو بھی اجازت نہیں، یہاں حالت یہ ہے کہ صریحا شرک کا ارتکاب بھی ہے، توحید خالص کا انکار بھی ہے، دین حنیف کا انکار بھی ہے، اگر کوئی سمجھائے کہ یہ سب اللہ کی مخلوق ہیں داتا گنج بخش فیض عالم صرف اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہی ذات ہے تو کہا جاتا ہے کہ بزرگوں کا گستاخ اور بے ادب ہے حالانکہ یہ بات نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہے کہ مخلوق کی معبودیت اور مسجودیت حرام ہے، مخلوق کے لیے سجدہ حرام ہے، خواہ تعظیمی ہی کیوں نہ ہو، جیسا کہ پہلے علمائے بریلویہ کی زبانی ثابت ہو چکا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان قرآن ذیشان نے بیان فرمایا ہے اس لیے ہمارے محسنوں کو صدق دل سے تعصب سے ہٹ کر ان آیات مقدسات پر غور کرنا چاہیے کہیں آفتاب پرستوں کی طرح شیطان انہیں ورغلا تو نہیں رہا۔ سورۃ النمل آیات ۲۳ تا ۲۶ پارہ ۱۹ میں کہ ایک مرتبہ ہدہد پرندہ دربار سلیمان علیہ السلام کے سامنے قوم بلقیس کے بارے میں جو کچھ دیکھا بیان کر رہا ہے "وجدتها وقومها یسجدون للشمس من دون الله وزین لهم الشیطن اعمالهم فصدهم عن السبیل فهم لا یهتدون" "میں نے اسے اور اس کی قوم کو پایا کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوار کر ان کو سیدھی راہ سے روک دیا تو وہ راہ نہیں پاتے۔" یہاں سیدھی راہ سے مراد مفسر بریلویہ نعیم الدین نے طریق حق و دین اسلام لیا ہے۔ یاد رکھئے دین اسلام ہر قسم کے شرک، بدعات و خرافات کے احکامات سے پاک و مبرا ہے۔ اب دیکھئے مجوسی سورج کو سجدہ کرتے تھے، جیسے ہدہد نے بیان کیا کہ شیطان کے ورغلانے میں آچکے ہیں کیونکہ سجدہ خالق کے لیے سورج تو خود مخلوق ہے، مخلوق کو سجدہ کرنے والوں کو کیا کرنا چاہیے، قرآن کریم کی زبانی سنیے "الا یسجدوا لله الذی یخرج الخبء فی السموات والارض ویعلم ماتخفون وما تعلنون" "فاضل بریلوی کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے آسمانوں اور زمینوں کی چھپی ہوئی چیزیں اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔"

مفسر بریلویہ کا حاشیہ خزائن العرفان بھی پڑھتے چلیے، اس میں آفتاب پرستوں بلکہ تمام باطل پرستوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی پوجیں، Any body every thingh (کسی بھی چیز اور کسی بھی شخصیت کو) مقصود یہ ہے کہ عبادت کا مستحق صرف وہی ہے جو کائنات ارضی وسماوی پر قدرت رکھتا ہو اور جمیع معلومات کا عالم ہو جو ایسا نہیں وہ مستحق عبادت نہیں۔ خلاصہ یہ کہ رب تعالیٰ عزوجل کے سوا کسی کو بھی مستحق عبادت سمجھنا یا اس کی عبادت و بندگی میں کسی کو شریک کرنا شرک ہے، جو توحید کی ضد ہے اور اصطلاحی معنوں میں یہی شرک شرکِ اکبر ہے اور اسے ظلم عظیم بھی کہا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہم سب کو توحید وسنت کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL.E.HADITH
C.P.L-104
فون مدیر اعلیٰ 042-36581025 | فون مدیر مسئول 042-35854010
تنظیم اہلحدیث

اعلان برائے تعمیر مساجد و نلکہ جات

جامعہ اسلامیہ وعلوی ٹرسٹ سابقہ کاوش کے ساتھ اہل حدیثوں کی خدمات میں سرگرم عمل ہے۔ مساجد اور نلکہ جات کے نئے پروگرام کے مطابق ادارہ ہذا نئی درخواستیں جمع کر رہا ہے۔ جو فرد اپنی درخواست جمع کروانا چاہتا ہے تو وہ بذریعہ ایمیل فارم منگوا سکتا ہے اور فارم پر کر کے بذات خود جمع کروانے کے بعد ٹوکن حاصل کرے۔

شرائط وضوابط:

- ✓ مسجد فارم مکمل پر کریں، نامکمل فارم قابل قبول نہیں۔
- ✓ کسی جید عالم دین کا تزکیہ ساتھ لگائیں۔
- ✓ مسجد کی جگہ مسجد اہل حدیث کے نام وقف ہو۔ انتقال / رجسٹری ہونا ضروری ہے۔
- ✓ وقف نامہ / بیان حلفی کم از کم 100 روپے کے اشٹام پر تحریر کروائیں۔ تمام ممبران کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپیاں تصدیق شدہ فارم کے ساتھ لف کریں۔

نوٹ: نامکمل درخواست کسی سفارش کے ساتھ بھی قبول نہیں کی جائے گی اور بذریعہ ڈاک وصول ہونے والی درخواست پر ٹوکن جاری نہیں کیا جائے گا۔

درخواست جمع کروانے کی تاریخ: 2012-12-15 تا 2013-01-30

فارم منگوانے کے لیے ای میل ایڈریس
jislamiak@yahoo.com
رابطہ کے لیے فون نمبر- 0336-6060444
0454-720004

فارم جمع کروانے کے لیے ادارے کا پتہ
ادارۃ المشاریع المعہد الشرعی آفیسر کالونی، مظفر گڑھ روڈ
نزد عمر حسن پٹرولیم، جوہر آباد، خوشاب

منجانب خالد شاہ محمد علوي رئيس إدارة المشاريع والبرامج الدعوية

آفیسر کالونی، مظفر گڑھ روڈ، نزد عمر حسن پٹرولیم، جوہر آباد، خوشاب